عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوت

قیمت ۷ روپے

جلد نمبر ۲۰ | ۶ تا ۱۲ محرم ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۲ تا ۲۸/ مارچ ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر ۴۴

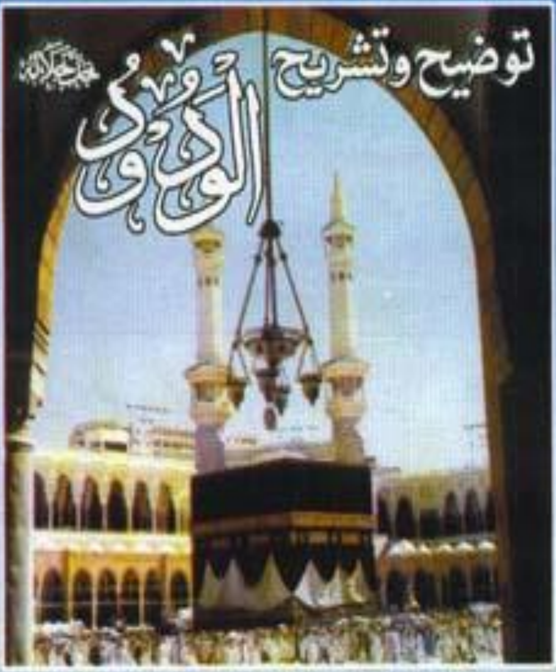

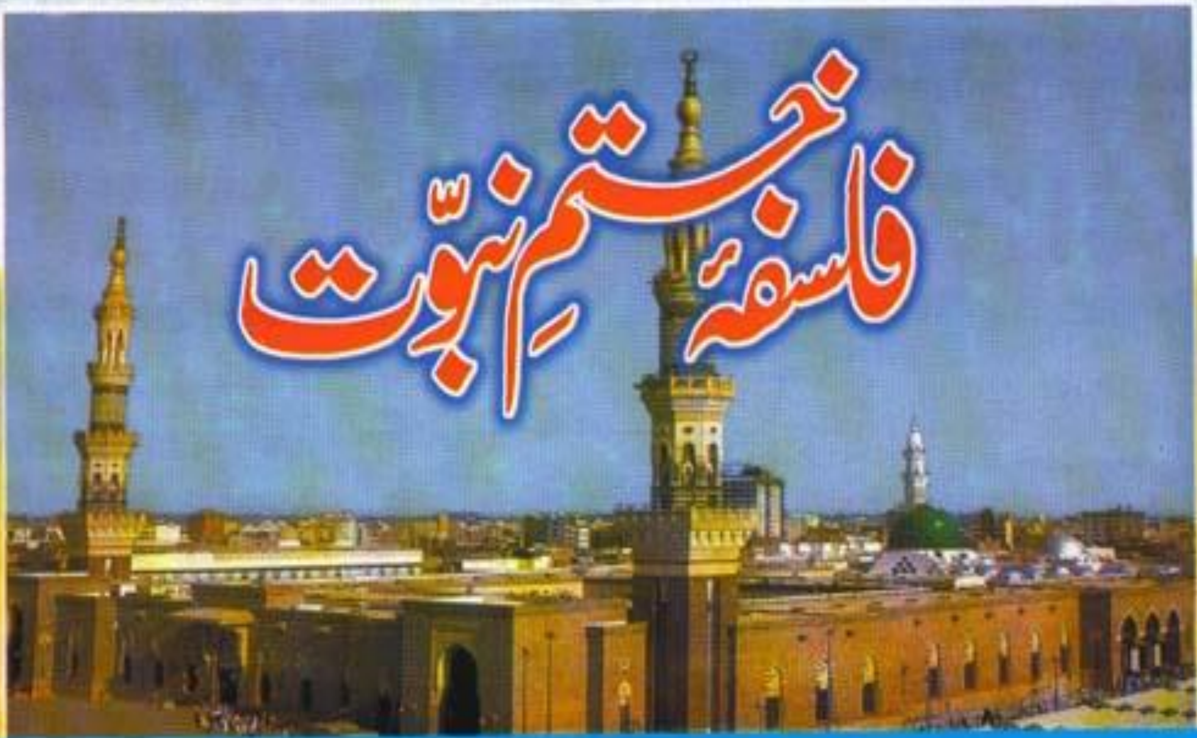

قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سیرت وشہادت

مکاتب دینیہ کی اہمیت

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

غیر مسلموں کے مندر یا گرجا کی تعمیر میں مدد کرنا:

س:.....اسلام میں اس چیز کی گنجائش ہے کہ مسلمان حضرات اقلیتوں کو گرجا یا مندر وغیرہ بنانے میں مدد دیں اور اس قسم کی تقریبات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں؟ آج کل اس کو غیر متعصبانہ رویہ اور اقلیتوں سے تعلقات بہتر بنانے کا نام دیا جاتا ہے۔ گو کہ اسلام میں غیر مسلموں کو مذہبی آزادی حاصل ہے لیکن ان کی حوصلہ افزائی کرنا کہاں تک ٹھیک ہے؟

ج:.....اسلامی مملکت میں غیر مسلموں کو مذہبی آزادی ہے مگر اس کی بھی حدود ہیں، جن کی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں درج ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ غیر مسلموں کی مذہبی آزادی مسلمانوں کی مذہبی بے عزتی کی حد تک نہیں پہنچنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ایمان و عقل نصیب فرمائیں۔

غیر مسلم استاد کو سلام کہنا:

س:.....اگر استاد ہندو ہو تو کیا اس کو ''السلام علیکم'' کہنا چاہئے یا نہیں؟

ج:.....غیر مسلموں کو سلام نہیں کیا جاتا۔

س:.....مباح علوم میں غیر مسلم اساتذہ کی شاگردی کرنی پڑتی ہے وہ اس علم میں اور عمر میں بڑے ہوتے ہیں اور جیسا کہ رسم دنیا ہے شاگرد ہی سلام میں پیش قدمی کرتا ہے تو ان کو کس طرح سلام کرے؟ مثلاً ہندوؤں کو نمستے یا عیسائیوں کو ''گڈ مارننگ'' کہے؟ کچھ نہ کہے؟ اور کام کی بات شروع کردے؟ راہ چلتے ملاقات ہونے پر بغیر سلام دعا کے پاس سے گزر جائے؟

ج:.....غیر مسلم کو سلام میں پہل تو نہیں کرنی چاہئے، البتہ اگر وہ پہل کرے تو صرف ''وعلیکم'' کہہ دینا چاہئے لیکن اگر کبھی ایسا موقع پیش آجائے تو سلام کے بجائے صرف اس کی عافیت اور خیریت دریافت کی جائے، یوں کہہ دیا جائے: آپ کیسے ہیں؟ ''آئیے آئیے، مزاج تو اچھے ہیں، خیریت تو ہے'' وغیرہ سے اس کی دل جوئی کرلی جائے۔

ایسے برتنوں کا استعمال جو غیر مسلم بھی استعمال کرتے ہوں:

س:.....ہمارے یہاں شادی اور دیگر تقریبات پر ڈیکوریشن والوں سے رجوع کیا جاتا ہے۔ دیگ کے لئے، پلیٹوں کے لئے، جگ اور گلاس کے لئے انہیں ہم لوگ بھی استعمال میں لاتے ہیں اور دوسری قومیں مثلاً ہندو، بھنگی، عیسائی، بھیل وغیرہ بھی ان برتنوں کا استعمال کرتے ہیں۔ ان چیزوں کا استعمال ہمارے لئے کہاں تک درست و جائز ہے؟

ج:.....دھوکر استعمال کرنے میں کوئی شرعی قباحت نہیں۔

جس کا مسلمان ہونا معلوم نہ ہو اسے سلام نہ کرے:

س:.....بعض جگہوں پر جہاں مختلف مذاہب کی مخلوط آبادی ہے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کون شخص کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ علاوہ سکھ حضرات کے ہندو، عیسائی اور دیگر حضرات اور ہم مسلمانوں کا ایک ہی لباس اور ایک ہی انداز ہے، علاوہ چند مسلمانوں کے جن کی وضع قطع سے ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ مسلمان ہیں یا ان کے ٹوپی وغیرہ پہننے سے اندازہ ہوجاتا ہے تو ایسی جگہوں پر مشکوک حالت میں ہم سلام کریں یا نہ کریں؟

ج:.....جس شخص کے بارے میں اطمینان نہ ہو کہ مسلمان ہے اسے سلام نہ کیا جائے۔

غیر مسلم کا ہدیہ قبول کرنا:

س:.....یہاں پر اکثر غیر مسلم ہندو، عیسائی اور سکھ وغیرہ رہتے ہیں لیکن جب ان میں سے کسی کا کوئی تہوار یا اور کوئی دن آتا ہے تو یہ حضرات اپنے اسٹاف کے حضرات کو خوشی میں کچھ مشروبات اور دیگر اشیاء وغیرہ پینے کے لئے دیتے ہیں، کیا ایسے موقع پر ان کا کھانا پینا مسلمانوں کے لئے درست ہے یا نہیں؟

ج:.....غیر مسلم کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، بشرطیکہ ناپاک نہ ہو۔

ہندو کی کمائی حلال ہو تو اس کی دعوت کھانا جائز ہے:

س:.....ہندو جائز پیشہ کرتا ہو اور مسلمان کو کھلاتا پلاتا ہو تو کیا مسلمان کو ہندو کی چیزیں کھانا پینا جائز ہے؟ اگر جائز نہیں تو پھر مسلمان حرام کھانے کی وعیدوں میں شامل ہوگا؟

ج:.....ہندو کی کمائی اگر حلال طریقہ سے ہو تو اس کی دعوت کھانا جائز ہے۔

غیر مسلموں کے مذہبی تہوار:

س:.....اگر کوئی مسلمان، ہندوؤں کے مذہبی تہواروں میں ان سے دوستی یا کاروباری تعلق ہونے کی وجہ سے شرکت کرے تو یہ شرعی لحاظ سے کیسا ہے؟

ج:.....غیر مسلموں کی مذہبی تقریبات و رسوم میں شرکت جائز نہیں۔ حدیث میں ہے کہ جس شخص نے کسی قوم کے مجمع کو بڑھایا وہ انہی میں شمار ہوگا۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مدیر اعلیٰ:
مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ:
مفتی محمد جمیل خان
مدیر:
مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ:
حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست:
حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

جلد: ۲۰ — ۶ تا ۱۲ محرم ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۲ تا ۲۸ مارچ ۲۰۰۲ء — شمارہ ۴۴

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۹۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۱۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۹۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ نمبر 300487-0 کراچی پاکستان ارسال کریں

پاکستان میں قادیانیت کی تبلیغ .... (اداریہ) 4
توضیح و تشریح الودود جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 6
فلسفہ ختم نبوت .... (مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی) 10
حضرت حسینؓ سیرت و شہادت .... (مولانا محمد اسماعیل عارفی) 14
مکاتب دینیہ کی اہمیت .... (حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی) 17
قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات .... (مولانا تاج محمد صاحبؒ) 18
نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم .... (جناب عبدالحق تمنا صاحب) 21
قرابت داروں سے حسن سلوک .... (امۃ اللہ تسنیم) 22
نیک لوگوں کی صحبت اور اس کے فوائد .... (شیخ عبداللہ البرنی) 24
اخبار ختم نبوت 26

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

پاکستان میں قادیانیت کی تبلیغ

قادیانی اسلام اور پاکستان کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ ایک اخبار کے مطابق گزشتہ دنوں قادیانیوں کے خودساختہ خلیفہ مرزا طاہر نے امریکی صدر بش اور برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کو خطوط لکھے ہیں جن میں یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ امریکہ اور برطانیہ حکومت پاکستان پر دباؤ ڈال کر پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی آئینی شق ختم کروائیں اور یہ کہ پاکستان میں ۳۰ فیصد سے زائد افراد نے قادیانی مذہب قبول کرلیا ہے لیکن وہ بعض مذہبی جماعتوں کے خوف سے کھل کر اپنی مذہبی رسومات ادا نہیں کر پا رہے۔ اس حوالے سے جو خبر شائع ہوئی وہ درج ذیل ہے:

''قادیانیوں کے خلاف آئینی شقیں ختم کرنے کے لئے مرزا طاہر سرگرم

پاکستان میں ۳۰ فیصد افراد قادیانی بن چکے ہیں مذہبی رسومات ادا نہیں کرنے دی جا رہیں' ٹونی بلیئر اور بش کو خطوط

کراچی (وقائع نگار خصوصی) مرزا طاہر احمد قادیانی پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی آئینی شقوں کو ختم کرانے کے لئے سرگرم ہوگئے ہیں' اس سلسلے میں انہوں نے برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر اور امریکی صدر جارج بش کو خطوط بھی ارسال کئے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ دونوں ممالک حکومت پر دباؤ ڈال کر پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی آئینی شق ختم کرائیں۔ باخبر ذرائع کا کہنا ہے کہ مرزا طاہر احمد قادیانی کی جانب سے یہ خطوط ۱۷/فروری کو لکھے گئے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ ان میں لکھا گیا ہے کہ پاکستان میں ۳۰ فیصد سے زائد افراد نے قادیانی مذہب قبول کرلیا ہے اور وہ کھل کر اپنی مذہبی رسومات ادا نہیں کر پا رہے' کیونکہ پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے' خط میں لکھا گیا ہے کہ قادیانی تبلیغی ادارے پاکستان میں سرگرم ہیں اور پاکستانی عوام تیزی سے قادیانی مذہب قبول کر رہے ہیں' مرزا طاہر احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ پاکستان میں قادیانی مذہب قبول کرنے والے خود کو قادیانی کہلاتے ہوئے خوف محسوس کرتے ہیں کیونکہ بعض مذہبی جماعتوں کی جانب سے قادیانیوں کو واجب القتل قرار دیا گیا ہے' خط میں لکھا گیا ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کی عبادت گاہیں بھی محفوظ نہیں ہیں اور آئے دن ان میں دہشت گردی کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں' ذرائع کا کہنا ہے کہ خط کے ساتھ مرزا طاہر احمد قادیانی نے پاکستان میں قادیانی مذہب قبول کرنے والوں کی فہرست بھی ارسال کی ہے اور کہا ہے کہ پاکستان میں مسلمانوں کو قادیانی بنانے کے لئے قادیانیوں کی تبلیغی ٹیمیں سرگرم ہیں' انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ اگر پاکستان کے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی شق ختم کردی جائے تو بڑی تعداد میں مسلمان قادیانی ہو جائیں گے' ذرائع کا کہنا ہے کہ برطانوی وزیر اعظم ٹونی بلیئر کی جانب سے جوابی خط مرزا طاہر احمد قادیانی کو بھیجا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ برطانیہ اس سلسلے میں پاکستان حکومت سے بات کرے گا' ذرائع کا کہنا ہے کہ مرزا طاہر احمد قادیانی نے مذکورہ خطوط پاکستان میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے سرگرم تبلیغی ٹیموں کو فیکس کردیئے ہیں۔''

(روزنامہ امت کراچی ۱۱/مارچ ۲۰۰۲ء)

مذکورہ بالا رپورٹ کو پڑھ کر آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قادیانیوں کے بارے میں پاکستان سے مخلص ہونے کے پروپیگنڈے میں کس قدر صداقت ہے اور قادیانی اپنے باطل مذہب کی تبلیغ اور اس کے فروغ کے لئے دروغ گوئی اور مبالغہ آرائی سے کس درجہ کام لیتے ہیں۔ قادیانی روز اوّل سے اسلام اور پاکستان کے غدار رہے ہیں جس کا اندازہ مذکورہ اخبار کی قادیانیت کی تبلیغ اور اس کے لئے فنڈ کی فراہمی سے متعلق شائع کردہ دوسری رپورٹ کو پڑھ کر بخوبی لگایا جاسکتا ہے:

''قادیانیت کی تبلیغ کے لئے ۱۶ کروڑ ڈالر کا سالانہ فنڈ مختص

پنجاب میں ۶ کروڑ' سندھ میں ۴ کروڑ' سرحد اور بلوچستان میں تین تین کروڑ ڈالر خرچ کئے جائیں گے

مرزا طاہر نے سلیمان قادیانی کو رقم بھیج دی

کراچی...... پاکستان میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے مرزا طاہر احمد قادیانی نے ۱۶ کروڑ ڈالر کا سالانہ فنڈ مختص کیا ہے' مذکورہ رقم ۴ چیکوں کے ذریعے سلیمان احمد قادیانی کے نام ارسال کی گئی ہے' قادیانیت کی تبلیغ کے لئے پنجاب میں ۶ کروڑ' سندھ میں ۴ کروڑ' سرحد میں تین کروڑ اور بلوچستان میں ۳ کروڑ ڈالر کی رقم خرچ کی جائے گی' انتہائی باخبر ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ سال ۲۰۰۲ء میں پاکستان کے اندر بڑے پیمانے پر قادیانیت کی تبلیغ کی منصوبہ بندی کی گئی ہے' ذرائع کا کہنا ہے کہ پاکستان میں قادیانیت کی تبلیغ میں سرگرم قادیانی اداروں کو ہدایت جاری کی گئی ہے کہ وہ مسلمانوں کو قادیانیت کی طرف راغب کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ رقوم خرچ کریں اور پاکستان میں قادیانیوں کی تعداد میں اتنا اضافہ کردیا جائے کہ حکومت قادیانی مذہب کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوجائے' ذرائع کا کہنا ہے کہ مرزا طاہر قادیانی نے ۹/جنوری کو ملک بھر میں قادیانیت کی تبلیغ میں سرگرم تنظیموں اور عہدیداروں سے خطاب کیا' مرزا طاہر نے کہا کہ ۲۰۰۵ء تک قادیانیت کو بطور مذہب قبول کرلیا جائے گا لیکن قادیانیت کی تبلیغ کے حوالے سے مذکورہ ۳ سال بڑی اہمیت رکھتے ہیں' اس لئے پاکستان میں زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو قادیانی مذہب کی طرف راغب کیا جائے' ذرائع کے مطابق مرزا طاہر پاکستان میں قادیانیت کی تبلیغ کے لئے سالانہ بجٹ مختص کرتے ہیں' گزشتہ برس ۱۴ کروڑ ڈالر کا بجٹ مختص کیا گیا تھا۔" (روزنامہ "امت" کراچی ۲۸/فروری ۲۰۰۲ء)

فحاشی' عریانی اور لبرل ازم

جناب صدر نے گزشتہ دنوں کابینہ کے ایک اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ وہ پاکستان میں حد سے زیادہ لبرل ازم نہیں چاہتے اور حکومت فیشن شوز اور موسیقی کے پروگراموں میں اسلام اور پاکستانی معاشرتی روایات کے منافی کوئی چیز برداشت نہیں کرے گی۔ اس خطاب کی خبر کا خلاصہ درج ذیل ہے:

"حد سے زیادہ لبرل ازم نہیں چاہتے' صدر پرویز

موسیقی کے پروگراموں میں اسلام کے منافی کوئی چیز برداشت نہیں کریں گے' بعض عناصر اس حوالے سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں

اسلام آباد (نمائندہ جنگ' ایجنسیاں) صدر جنرل پرویز مشرف نے مختلف فیشن شوز اور دیگر پروگراموں میں فحاشی و عریانی کی شکایات کا سخت نوٹس لیتے ہوئے کہا کہ ہم پاکستان میں حد سے زیادہ لبرل ازم نہیں چاہتے' معاشرے میں توازن قائم کریں گے۔ بدھ کو کابینہ کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ حکومت فیشن شوز اور موسیقی کے پروگراموں میں اسلام اور پاکستانی معاشرتی روایات کے منافی کوئی چیز برداشت نہیں کرے گی...... بعض عناصر اس حوالے سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائیں۔" (روزنامہ جنگ کراچی ۷/مارچ ۲۰۰۲ء)

جناب صدر کا یہ فرمان لائق تحسین ہے لیکن اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ فحاشی و عریانی دراصل لبرل ازم ہی کی پیداوار ہیں اور فیشن شوز اور موسیقی کے پروگرام اس کے فروغ کا ذریعہ' اس لئے جب تک اصل برائی کو جڑ سے نہیں اکھاڑ پھینکا جاتا اس وقت تک اس کی شاخوں کو کاٹنے سے اصل مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ مذہب سے دوری ہر برائی کی جڑ ہے اور مذہب سے قربت ہر اچھائی کا منبع' اس لئے توجہ کا اصل مرکز اسلامی اقدار کے فروغ کو بنانا چاہئے۔ جب تک ملک صحیح معنی میں ایک اسلامی فلاحی ریاست نہیں بن جاتا اور اسلام کے متوازی دیگر نظریات مثلاً قادیانیت کو ملک میں نافذ کرنے کی کوششوں کا مکمل سدباب نہیں ہوجاتا اس وقت تک ملک میں دیگر برائیوں کے خاتمے کی کوششوں کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہونا بظاہر مشکل ہے۔

سانحہ ارتحال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے امیر اور رکن مجلس عمومی ڈاکٹر دین محمد فریدی کی اہلیہ اور مبلغ ختم نبوت مولانا محمد علی صدیقی اور دفتر ختم نبوت کراچی کے ناظم مالیات جناب جمال عبدالناصر کی والدہ ماجدہ ۱۰ مارچ ۲۰۰۲ء بروز اتوار صبح آٹھ بجے انتقال کرگئیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین و کارکنان اور ہفت روزہ ختم نبوت کے کارکنان پسماندگان کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی سیئات سے درگزر فرماکر ان کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

توضیح وتشریح الودود جل جلالہ

الودود جل جلالہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے۔ وداد لغت میں چاہت' الفت' دوستی اور انس کو کہتے ہیں۔ ودود دوست چاہنے والا شفیق۔

الودود جل جلالہ وہ ہے کہ جس نے کمال مہربانی سے ساری کائنات کو خوبصورت تخلیق فرمایا اور کائنات ارضی پر اپنی احسن تقویم مخلوق انسان کو اپنا نائب اور خلیفہ بنایا اور وہ ہمیشہ سے اپنے فرمانبردار' متقی اور پرہیزگار انسانوں سے بے غرض و بے لوث انس ومحبت رحم وکرم اور نہایت مہربانی کرنے والا ہے۔

الودود جل جلالہ توبہ کرنے والے' مصائب و آلام میں' خوشی اور غمی میں رجوع الی اللہ کرنے والوں پر نہایت مہربان ہے۔ وہی اللہ غفور الودود ہے اور وہی رحیم اور ودود بھی ہے اور وہی توبہ کرنے والے اور اپنے عیوب اور گناہوں پر نادم ہو کر اسی کی طرف رجوع کرنے والوں کی توبہ واستغفار کو قبول فرماتا ہے۔

اگر مادی کائنات کو بنظر غور دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ نیا آفتاب و ماہتاب کا وقت مقررہ پر طلوع وغروب ہونا' نور سحر گاہی کا آغوش غفلت میں سوئے انسان کو پیام سحر دینا' نسیم سحر کی گلوں سے چھیڑ چھاڑ' کلیوں کی چٹک اور پھولوں وگلوں کی مہک اور شبنم کے قطروں کی طراوت یہ سب کچھ الودود جل جلالہ کی رحمت ومحبت کی علامات ہی ہیں۔

"اللہ جمیل و یحب الجمال"

اگر مادی کائنات سے قطع نظر' کائنات کا منبع' محور و مرکز اور کائنات کا دولھا انسان اپنی اندرونی کائنات پر غور وفکر کرے تو جسم انسان میں اعضاء و جوارح کی ہم آہنگی' افعال و کردار اور مختلف سرگرمیوں کی انجام دہی۔ الودود جل جلالہ کی کمال رحمت ومحبت کی شہادتیں ہیں۔

الودود جل جلالہ نے تمام انسانوں کو جبلی محبت واخوت' الفت اور دوستی کے تعلق اور مودت میں ایک دوسرے سے منسلک کر دیا ہے۔ جہاں انسانی فطرت میں محبت ومودت کے علائق الودود جل جلالہ نے ودیعت کئے ہیں وہاں' شیطان اور نفس شیطان انسانوں میں بغض وعداوت اور نفرت کے جذبات معیوب کو ہوا دیتے ہیں۔

مولانا محمد اشرف کھوکھر

رحیم و ودود رب نے خوبرو' خوبصورت اور دلکش کرۂ ارض پر انسانوں کو دین ودنیا میں کامیابی اور کامرانی کے لئے ہمیشہ سے ایک نمونہ دیا' انسانوں میں سے ہی انبیاؑ و رسل علیہم السلام کو مبعوث فرما کر صراط مستقیم دکھایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاؑ و رسل علیہم السلام نے دعوت توحید' رسالت ونبوت دی۔ اللہ نے تمام انبیاؑ و رسل علیہم السلام کے بعد ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا' دین اسلام مکمل ہوا اور تاقیام قیامت شریعت محمدی پر ہی پر خلوص عمل کامیابی وکامرانی کی ضمانت ہے۔

جن نیک بخت انسانوں نے الودود جل جلالہ کے مبعوث کئے گئے پیغمبران حق سے محبت وعقیدت اور مودت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے صراط مستقیم کو اپنایا وہ دین ودنیا میں سرخرو ہوئے اور جن لوگوں نے نافرمانی کی وہ راندۂ درگاہ ہوئے۔

الودود جل جلالہ کے رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے حالات و واقعات محبت و مودت سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت تھی۔ انہوں نے زن' زر' زمین سے بڑھ کر بلکہ اپنے خونی رشتوں اور اولادوں سے بڑھ کر محبت کی۔ یہاں تک کہ اس راہ محبت میں انہوں نے اپنی متاع زیست بھی قربان کر ڈالی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سب کچھ قدوم سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کرنا' حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نصف اثاثہ بارگاہ نبوت میں لانا' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مال ومتاع یہاں تک کہ آخری قطرۂ خون بہا دینا' حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر عشرہ مبشرہ اور السابقون الاولون کا دین اسلام کے لئے بے شمار قربانیاں دینا' الودود جل جلالہ اور

رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال محبت ہی کے تو زندۂ واضح اور انمٹ ثبوت ہیں۔

امت مسلمہ کا زمانہ نبوت سے عصر حاضر تک لازوال قربانیوں کا سلسلہ الودود جل جلالہ سے محبت ہی کے زندہ اور واضح ثبوت ہیں:

تبلیغ دین حق میں گزاری تمام عمر
راستے میں جان بھی دے دی زہے کمال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پُر خلوص محبت اور کچی اطاعت گویا الودود جل جلالہ سے پُر خلوص محبت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھٰتھم" (سورہ احزاب)

اور خاصہ کائنات محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ والناس اجمعین۔"

امت رسول آخرینؐ چودہ صدیوں میں عروج وزوال کے کئی مراحل سے گزری ہے' کبھی بالائے بام اور کبھی مبتلائے آلام رہی ہے' کامران و کامگار بھی رہی اور رہین ستم ہائے روزگار بھی! اس کی بلندیوں نے ثریا کو چھوا ہے اور اس کی پستیوں نے ثریٰ میں بسیرا کیا ہے' کبھی اس نے مہر و ماہ کو صید زبوں بنائے رکھا اور کبھی فلک نے اس کا جھنڈا سرنگوں کئے رکھا' یہ نشیب وفراز امت کی تاریخ کا حصہ رہا ہے۔ زمانے کے مدوجزر نے اس کا تخت وتاج تو چھینا ہے لیکن مرکز نگاہ بدلنے سے قاصر رہا' اس کی سطوت وعظمت تو پامال ہوئی لیکن جذبہ حب رسول آمادہ زوال نہیں ہوا۔ صلیبی جنگیں ہوں یا فتنہ تاتار' یہ امت ڈوب ڈوب کر ابھری ہے تو صرف ایک نام کے سہارے اور وہ ہے نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم!

خاصۂ کائنات محبوب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت عظیم دائمی اور ابدی سرمایہ ہے' اس لئے ہمیشہ سے ناموس رسالت مآب کے پروانے رسول آخرینؐ سے اپنی محبت کا ثبوت دیتے چلے آرہے ہیں' کسی نے اپنی متاع حیات کا آخری قطرہ خون بہا کر اپنی عقیدت کا ثبوت پیش کیا تو کسی نے مال و اولاد اور وطن قربان کر کے حضورؐ سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا اور کسی نے خون جگر دے کر' کسی نے اپنی خطابت سے' عالموں نے علمی جواہرات سے' مصنفوں اور مؤلفوں نے تصنیفات سے' ادیبوں نے ادب سے' شعراء نے نعت نویسی ونعت گوئی سے سلام عقیدت ومحبت پیش کیا اور یہ ثابت کردیا کہ ہم اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام وناموس پر اپنی جان کا آخری قطرۂ لہو بہا کر اور دنیا کی ہر چیز قربان کرنے کو اپنی حیات کا ماحصل سمجھتے ہیں۔ اس لئے دنیا بھر میں کسی بھی ملک' کسی بھی خطارض میں بسنے والے مسلمان خواہ وہ یورپ اور امریکہ کے سفید فام ہوں کہ افریقہ کے سیاہ فام! ترکیہ کے سرخ رو مسلمان ہوں کہ برّاعظم پاک وہند کے گندم گوں! یا چین وجاپان کے زرد چہرہ مسلم!! مسلمانوں کو جہاں اقتدار حاصل رہا وہاں کی عدالتوں نے شاتمان ناموس رسول کو سزائے موت کا فیصلہ سنایا۔ اس کے برعکس جب کبھی ان کے پاس حکومت نہیں رہی وہاں جاں نثاران ناموس رسالتؐ نے غیر مسلم حکومت کے رائج الوقت قانون کی پرواہ کئے بغیر گستاخان رسول کو کیفر کردار تک پہنچایا' خود ہنستے مسکراتے پھانسی کے پھندے کو چوما اور پروانہ وار شمع رسالتؐ پر نثار ہو کر دارین کی فوز وفلاح سے ہمکنار ہوگئے اور زبان حال سے کہا:

ناموس رسالتؐ کے نگہدار ہمیں ہیں
جاں بیچ کے جنت کے خریدار ہمیں ہیں

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس سے عشق ومحبت رگ مسلم میں اس طرح سرایت کئے ہوئے ہے جس طرح شاخ گل کے ریشہ ریشہ میں بادنسیم صبح کا نم رچا بسا ہوا ہے جو اسے زندگی اور تروتازگی بخشتا ہے۔ یہی وہ نقطہ پرکار عشق ہے جس کے گرد ساری کائنات گھومتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت ہی ایک مسلمان کا اصل سرمایہ حیات ہے۔ بلاشبہ فطری طور پر اسے اپنی جان ومال' اپنے ماں باپ اور اولاد سے پیار ہوتا ہے لیکن ایک ہستی ایسی بھی ہے جو اسے ان سب سے محبوب تر ہے اور وہ ہستی ہے سرور کائنات رسالت مآبؐ کی جن کے نام وناموس پر سب کچھ قربان کردینے کو وہ زندگی کا ماحصل سمجھتا ہے۔ چنانچہ ظہور رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے آج تک کے واقعات مذکورہ بالا آیت کی ترجمانی کرتے چلے آرہے ہیں جس میں صاف صاف بتلایا گیا ہے:

''نبیؐ تو اہل ایمان کے لئے ان کی اپنی ذات پر مقدم ہیں۔''

اور آیت مبارکہ کی تشریح ابتداً لکھی گئی حدیث ختم المرسلین نے کردی ہے:

''تم میں سے کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے دل میں اپنے باپ بیٹے اور انسانوں سے بڑھ کر میرے لئے محبت موجزن نہ ہو۔''

جناب حفیظ جالندھری مرحوم نے اس مضمون کو زبان شعر میں یوں بیان کیا ہے:

محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر مادر برادر مال و جاں اولاد سے پیارا

یہ عقیدۂ محبت ہر دور میں ایک زندہ وتابندہ حقیقت بن کر جریدہ عالم پر ثبت ہوتا رہا اور اس پر تاریخ کی کسی جرح سے نہ ٹوٹنے والی شہادت موجود ہے:

مال و زر جہاں کی تمنا نہیں مجھے

حب رسولؐ میری متاع حیات ہے

خاصۂ کائنات آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیوں نہ ہو؟ وہ جو آقا ہے میرا اور آپ کا' کالے اور گورے کا' عربی اور عجمی کا' عالم اور جاہل کا' شہری اور بدوی کا' قطب اور ابدال کا' وہ جو محسن ہے ہر ستم رسیدہ مظلوم کا' ہر ظلم چشیدہ محروم کا' ہر لٹی ہوئی بیوہ کا' ہر غبار آلود بے سہارا یتیم کا' اس عورت کا جسے شیطان کی ذریت اور نجاست کا مجسمہ سمجھا جاتا تھا' اس بچی کا جس کا وجود باعث شرم تھا' وہ نحوست کی علامت تھی' زہریلا سانپ تھی' وہ جو رحمت ہے نباتات کے لئے' انسانوں کے لئے' حیوانوں کے لئے' غلاموں کے لئے' شاہوں کے لئے' رہزنوں کے لئے' رہبروں کے لئے کہ اس کی رحمت کا سائباں سب پر ہے' اس کی تعلیم سب کے لئے' وہ انسان کامل ہے' ہر اعتبار سے کامل!!

ہر پہلو سے کامل' علم و عمل کے اعتبار سے' ظاہر و باطن کے اعتبار سے اخلاق و ملکات کے اعتبار سے' ظاہر و باطن کے اعتبار سے!! وہ جو محبوب ہے صحابہ کرامؓ کا' ابوبکرؓ و عمرؓ کا' اہل اللہ کا' جنیدؒ و بایزیدؒ کا' اہل علم کا' ابوحنیفہؒ و شافعیؒ کا' حتیٰ کہ رب کبریا کا' ایسی عظیم الشان ہستی سے محبت کیوں نہ ہو؟ عشق کیوں نہ ہو' ایسے عظیم پیغمبر خاصۂ کائنات کے نام و ناموس پر اپنی جان کا آخری قطرہ خون کیوں نہ بہا دیا جائے:

کٹ مروں جب تک نہ خواجہ یثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایمان ہو نہیں سکتا

اب ہم گلیم فقیری میں سرمایہ سلطانی رکھنے والے اور ناموس رسالتؐ کے لئے بے دریغ قربانیوں کی خونچکاں داستانیں رقم کرنے والے صحابہ کرامؓ کا مختصر دلآویز تذکرہ کریں گے۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو سوز صدیقؓ عدل فاروقؓ جود و سخا عثمان غنیؓ اور حیدر کرارؓ کا تان جویں پر گزارا۔ ابو عبیدہؓ ابن الجراح کا سگے باپ کو صفحۂ ہستی سے مٹانا' بلال حبشیؓ کا کڑکتی دھوپ میں گھسیٹا جانا' حارثؓ بن ابی ہالہ کا تنہا دشمنان رسولؐ سے مقابلہ کرنا' خبیب بن زید انصاری اور زیدؓ بن دثنہ کا پھانسی کے پھندے کو چومنا اور پیغام سعدؓ بن ربیع سب ہی محبت نبویؐ اور عشق رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی زندہ و پائندہ مثالیں ہی ہیں لیکن ان کے علاوہ کوئی بھی ایسا صحابی رسول نہیں جس نے آقائے دو جہاں کے نام و ناموس پر جاں نثار کرنے سے دریغ کیا ہو۔

ایک حضرت شماسؓ ہیں کہ جنگ احد میں جب صحابہ کرام منتشر ہو گئے تھے۔ اس وقت شماسؓ نے ہر وہ تیر جو دشمن نے آقا پر چلایا۔ شماسؓ کے جسم پر لگا' گو رسالت مآبؐ انہیں روکتے تھے' یہاں تک کہ شماسؓ کا جسم سر سے پاؤں تک تیروں کا گچھا بن گیا اور پروانہ وار شہید ہو کر یہ ثابت کر دیا کہ آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم یوں نذرانہ جاں پیش کرتے ہیں۔

(غزوات النبیؐ مؤلفہ صادق حسین صدیقی ص ۱۳۲)

یہ حضرت خبیبؓ ہیں جن کو قید و بند' بھوک و پیاس کی اذیتوں نے عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکنار کیا۔ شہادت گہ الفت سے جب انہیں مقتل کی طرف لایا گیا' تو اس عزم و شوق سے سوئے دار چلے کہ حاصل عمر نثار رہ یار کریں' مقتل میں ایک بار پھر ابوسفیان بحالت کفر پیشکش کرتا ہے: کیا تجھے یہ بات پسند ہے کہ محمدؐ ہمارے پاس ہوں' ہم ان کی گردن اڑا دیں اور تجھے چھوڑ دیں کہ تو اپنے گھر چلا جائے؟ حضرت خبیبؓ نے فرمایا: خدا کی قسم میں تو اس کو پسند نہیں کرتا کہ مجھے تو رہا کر دو اور میں اپنے گھر چلا جاؤں اور اس کے صلہ میں میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں بھی آپؐ ہیں وہیں ایک کانٹا بھی چبھے اور آپؐ کو تکلیف ہو۔

(زاد المعاد ج ۲' ص ۱۰۹ طبع مصر)

دل پہ لیا ہے داغ عشق کھو کے بہار زندگی
اک گل تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

حضرت خبیب بن زید انصاریؓ (متوفی ۱۲ھ)

یہ وہ شہید ناز ہیں جن کو جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کی فوجوں نے گرفتار کر کے مسیلمہ کے سامنے پیش کیا تو اس نے پوچھا کہ تم حضرت محمدؐ کی رسالت کی شہادت دیتے ہو؟ فرمایا ہاں! اس نے سوال کیا کہ تم اس کی بھی شہادت دیتے ہو کہ میں بھی خدا کا رسول ہوں؟ حضرت خبیبؓ نے فرمایا میں نہیں جانتا' پہلی بات تو مانتا ہوں لیکن دوسری نہیں مانتا' چنانچہ وہ یہی پوچھتا جاتا تھا اور ان کا ایک ایک عضو کاٹا جاتا تھا' حتیٰ کہ اس کے سامنے ہی ان کی جان جان آفرین کے سپرد ہو گئی۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۸۸)

قتل گاہوں میں شہیدوں کا لہو بول اٹھا
سر کٹاتے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

ان عقل کے اندھوں کو کون سمجھاتا کہ یہاں آئے ہی اس لئے تھے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر متاع حیات نچھاور کریں' جان حزیں آقا پر نثار کر کے داستان عشق رسالت مآبؐ رقم کرتے ہوئے' ایمان کو درجہ کمال تک پہنچا دیا۔

صحابہ کرامؓ و صحابیاتؓ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم چاہے وہ بوڑھے ہوں یا جوان عورتیں ہوں یا بچے' سب کی یہی خواہش اور تمنا تھی کہ اپنے آقا و مولا پر جاں نثار کرنے میں کسی سے پیچھے نہ رہ جائیں' یہ شرف انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی کو نصیب نہ ہوا کہ اس کے امتی اس کے لئے جی جان سے لڑنے مرنے کے لئے تیار رہے ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو خود برادران یوسف علیہ السلام نے اندھے کنوئیں میں پھینک دیا تھا' حسن یوسفؑ پر فریفتہ ہو کر زنان مصر نے اپنی انگلیاں کاٹ لی تھیں لیکن یہاں تو

ہر وابستہ دامان رسالت سربکف نظر آئے گا۔

ابناء عفراء کی جاں نثاری کا اندازہ کیجئے! اور عظیم ماں کی عظیم عقیدت و محبت رسولؐ ملاحظہ کیجئے:

ابناء عفراء یعنی عفراء کے سات بیٹے جنگ بدر میں ناموس رسالت پر شہید ہو کر دارین کی فوز و فلاح سمیٹتے ہیں' جن میں مشہور معوذؓ اور معاذؓ کمسن بھی شامل ہیں جنہوں نے اسلام اور داعی اسلام رسول آخرینؐ کے سب سے بڑے دشمن ابو جہل کو قتل کیا تھا۔

حضرت سمیہؓ دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ان خواتین میں سے ہیں جو سرفروشی اور جاں نثاری میں مردوں سے پیچھے نہ تھیں' رسول کی دعوت حق پر شوہر یاسرؓ اور اپنے صاحبزادے عمارؓ کے ساتھ ایمان لانے والوں میں حضرت سمیہؓ کا شمار سابقات الاولین میں ہوتا ہے۔ مشرف بہ اسلام ہوتے ہی اس خاندان پر جو مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے یہ ایک جاں گسل داستان ہے مشرکین مکہ دین رسالت مآبؐ کی پاداش میں انہیں ان کے شوہر اور بیٹے کو لوہے کی زرہ پہنا کر تپتی ہوئی ریت پر گھسیٹتے ہیں' بلا کیشان محبت اس مرحلہ سخت جاں میں ثابت قدم نکلے اس پر دشمن رسالت مآبؐ ابو جہل بوکھلا اٹھا اور دشنام طرازیوں پر اتر آیا اور طیش میں آ کر اس مظلوم اور ستم رسیدہ خاتون کو اس نے برچھی ماری جو جگر کے پار ہوئی۔ یہ اسلام کی پہلی خاتون ہیں جنہیں عشق رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کی پاداش میں شہادت کا عظیم مرتبہ نصیب ہوا۔ (صحابیات رسول)

حضرت خنساءؓ اور فرزندان خنساء رضی اللہ عنہم کے عشق رسول کی داستان بھی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ حضرت خنساء عربی ادب کی مشہور شاعرہ تھیں' جنگ قادسیہ میں اس کے تمام لخت جگر یکے بعد دیگرے ناموس رسالت مآبؐ پر قربان ہو گئے۔ جب خنساء کو آخری فرزند کی شہادت کی اطلاع ملی تو خوشی سے چیخ اٹھیں:

"الحمدلله الذی اکرمنی بشهادتهم"

"اللہ کا شکر ہے کہ میرے لڑکوں کی شہادت سے مجھے سرفراز فرمایا۔" (ناموس رسالت اور قانون توہین رسالت' محمد اسمٰعیل قریشی ص ۴۰۳)

حفیظ جالندھری مرحوم نے کیا خوب کہا:

پدر کی ذات حملہ آوروں کے درمیاں پائی
تو ایمان پسر نے سب سے پہلے تیغ چمکائی
پسر کو جب عدو دین محبوب خدا پایا
تو شمشیر پدر کو خون پینے میں مزہ پایا

ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ رب العزت نے سورۂ مجادلہ کی آیت ۲۲ میں فرمایا:

"تم یہ کبھی نہ پاؤ گے جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں' وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں' جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور ان کو ایسی جنتوں میں داخل کرے گا' جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے' اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے' یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں' خبردار رہو! اللہ کا گروہ فلاح پانے والا ہے۔" (سورۂ مجادلہ: ۲۲)

یہی وہ جذبہ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عشق رسول تھا کہ عرب کے ساربان زادے قوموں کے امام بن گئے:

جھکا دیں گردنیں فرط ادب سے کج کلاہوں نے
زباں پر جب عرب کے سارباں زادوں کا نام آیا

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت' صحابہ کرامؓ تابعین' تبع تابعین اولیاء اللہ اور صالحین امت سے محبت دینداروں سے محبت' دینی اقداروں سے محبت گویا الودود جل جلالہ سے سچی محبت کے مترادف ہو گی۔ اپنے خاندان سے محبت' کنبہ و قبیلہ والوں سے صلہ رحمی و مودت' اپنے بزرگوں کا ادب و احترام اور ان سے محبت اور چھوٹوں پر شفقت کرنا' الودود جل جلالہ سے سچی محبت کے تقاضے ہیں۔

مخلوق خدا سے غلو کی حد تک محبت بھی مناسب نہ ہو گی۔ آج کل جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے ٹی وی' وی سی آر اور فلموں کے ذریعے جس محبت کے فروغ میں دنیا دیوانی ہو رہی ہے۔ وہ حقیقی محبت' قطعاً نہیں ہے بلکہ یہ مغربی غیر مسلم ممالک اور غیر مسلم اقوام کے تہذیب و تمدن کے اثر و نفوذ کی نحوست ہے کہ آج ہماری نسل نو غیر مسلم اقوام کی تہذیب و تمدن اور ان کے اخلاق سوختہ نفسانی و شہوانی طرق محبت کو اپنا کر اپنی دینی و مذہبی اور قومی و ملی اقداروں کو پامال کرتے ہوئے ذرا بھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتی ہے۔ سچی اور حقیقی محبت' اطاعت الودود جل جلالہ اور اس کے محبوب رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے۔ محبت' الودود جل جلالہ کی سچی پر خلوص اور بے ریا طاعت و بندگی کا نام ہے۔

آیئے بارگاہ الودود جل جلالہ میں دست دعا دراز کریں' قلب حزیں اور نم آنکھوں سے' نفسانی اور شہوانی محبت کی بجائے سچی' حقیقی ایمانی اور روحانی محبت کی التجا کریں: "اللهم ارزقنا حبك و حب من يحبك و حب عمل يقربنا الى حبك" (الٰہی ہمیں اپنی محبت عطا کر اور اس عمل کی محبت دے جو ہم کو تجھ سے قریب بنا دے)۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

فلسفۂ ختمِ نبوت

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ

اللہ رب العالمین کی ربوبیت کاملہ نے کائنات ہست وبود میں قانون ارتقاء کو جس طرح نافذ فرمایا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ عقل وشعور انسانی کے حد بلوغ پر پہنچ جانے کے باوجود اس کی ترقی کا سلسلہ تا ابد جاری رہے اور اس میں ایسی پابندی یا روک نہ ہونی چاہئے جس سے اس کی صلاحیتوں کے نشوو ارتقاء کا سد باب ہو جائے' اور دوسری جانب پیغام حق کا جو سلسلہ نبوت ورسالت (بذریعہ وحی الٰہی) عالم کی رشد وہدایت کے لئے عطا ہوا ہے وہ بھی حد کمال و تمام پر پہنچ جانے کے باوجود فطرت کے قانون ارتقاء کے مطابق نہ کمال سے نقص کی جانب رجوع کرے کہ حقیقت ظل اور بروز کے پردہ میں مستور ہو کر رہ جائے اور نہ ربوبیت حق کے اس عطاونوال اور بخشش کا ہی سد باب ہو جائے جو رشد وہدایت کے عنوان سے معنون اور عالم انسانی کی حقیقی رہنما ہے اس لئے ...... طریقہ یہ رکھا گیا کہ جب انسان اپنے عقل وشعور میں حد بلوغ تک پہنچ گیا یا اس کے سامان پوری طرح مہیا ہو گئے تب نبوت ورسالت کو بھی بہ حد کمال و تمام پہنچا کر ختم کر دیا گیا اور اعلان کر دیا گیا کہ:

ترجمہ: "آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا' اور تم پر اپنی نعمت (نبوت ورسالت) کو پورا کر دیا۔"

مگر رشد وہدایت کو رہتی دنیا تک اس طرح باقی رکھا کہ آخری پیغمبر کے ذریعہ جو آخری پیغام کامل ومکمل بن کر آیا وہ اساس وبنیاد قرار پائے اور ہر نئی مادی ترقیات کے ساتھ ساتھ اس کا فیضان علم بھی درخشاں وتاباں رہے اور یہ خدمت علماء حق کے سپرد ہو' یہی وہ حقیقت ہے جس کو کلام معجز نظام نے اس انداز میں بیان کیا ہے:

"اگر تم کسی معاملہ میں اختلاف کرو تو اس اختلاف میں اللہ اور اس کے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب رجوع کرو۔"

ظاہر ہے کہ اگر نبوت ورسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ کر کامل نہ ہوتی اور اس کا سلسلہ کمال نبوت ہی کی شکل میں آگے بڑھتا رہتا تو یہ نہ کہا جاتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب یعنی ان کے ارشادات حق کی جانب رجوع کرو بلکہ خطاب یہ ہوتا کہ تم اللہ کی جانب اور جو نبی تم میں موجود ہو اس کی جانب رجوع کرو' اس لئے نبوت ورسالت کو ظل وبروز کی اصطلاحوں کی آڑ میں باقی رکھنے کی کوشش کرنا قانون فطرت اور دین حق کے صریح خلاف اور باطل ہے' چنانچہ اس حقیقت کو نمایاں کرنے کے لئے قرآن حکیم نے کئی جگہ مختلف معجزانہ خطابت کو اختیار کیا ہے' ایک جگہ ارشاد ہے:

"اور میری جانب اس قرآن کی وحی کی گئی تاکہ اس کے ذریعہ میں تم کو (بری باتوں سے) ڈراؤں اور ان تمام لوگوں کو بھی جن کو (رہتی دنیا تک) یہ قرآن پہنچے۔"

اور دوسری جگہ ہے:

"اور نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر تمام جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر۔"

اور ایک جگہ ہے:

"اللہ وہ ہے جس نے بھیجا اپنے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہدایت اور دین حق دے کر تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کرے' اور اللہ اس کے لئے بطور گواہ کافی ہے۔"

اور ایک جگہ ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی' اور ان کی اطاعت کرو جو تم میں سے اولی الامر ہیں۔"

اس آیت میں صاف طور پر یہ کہہ دیا گیا ہے کہ اب انسانی رشد وہدایت کے لئے صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ اللہ کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اب کسی نبی ورسول کی اطاعت کا سوال نہیں ہے بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا آخری طریقہ یہ ہے کہ تم میں سے جو صاحب امر ہوں (علماء مجتہدین خلفاء حق) ان کی پیروی کرو۔

ان آیات بینات کے علاوہ قرآن حکیم نے جن آیات میں خدا کی کتابوں یا رسولوں پر ایمان لانے کی ہدایت کی ہے وہاں یہ کہہ کر

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران سے پہلے نبیوں اور قرآن اور اس سے قبل کی کتابوں پر ایمان لاؤ اس حقیقت کو نمایاں کیا اور ابھارا ہے کہ جہاں تک پیغمبر اور کتاب اللہ پر ایمان لانے کا تعلق ہے ذات اقدس' قرآن حکیم اور آپؐ سے قبل کے نبیوں' رسولوں اور کتابوں پر بھی ایمان لاؤ' اور یہ صرف اس لئے کہ یہ سلسلہ آگے بشکل نبوت و رسالت اور وحی الٰہی نہیں چلے گا بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہی بہ حد کمال پہنچ کر قیامت تک بلا فصل باقی اور جاری رہے گی' اور قرآن حکیم کامل و مکمل دستور ہدایت بن کر ہمیشہ اس کے لئے زندہ شہادت دے گا۔

حق تعالیٰ کی جانب سے ''وخاتم النبیین'' کا جو منصب جلیل ذات اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کو عطا ہوا ہے عقل و نقل دونوں اعتبار سے ایک اور صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے' اور وہ یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخر انبیاء و رسل ہیں' اور نبوت و رسالت کا سلسلہ آپ پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔

تاج العروس کے علاوہ تمام معتبر اور مشہور عربی لغات ناطق ہیں کہ ''خاتم 'بفتح تا ہو یا بہ کسر و تا' آخر شے اس کے حقیقی معنی ہیں' اور جب کسی شخصیت کے لئے بولا جائے تو آخر القوم مراد ہوتے ہیں۔ اس لئے آخر الانبیاء والرسل ہونا ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خصوصیت ہے جس میں دوسرا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

یہ درست ہے کہ خاتم 'بمعنی مہر بھی حقیقی معنی ہیں اور یہی نہیں ان دونوں کے ماسوا اس لفظ کے چند اور معانی بھی حقیقی ہیں لیکن اطلاقات ہی اس کو ظاہر کر سکتے ہیں کہ ہر دو حقیقی معنی میں سے کون سے معنی بر محل ہیں؟ مثلاً جب آپ ہاتھ میں انگشتری پہنے ہوئے ہوں اور اس پر آپ کا نام کندہ ہو' اس وقت اگر کہا جائے کہ خاتمک فی المملک تو اس وقت خاتم بمعنی مہر حقیقی معنی ہوں گے لیکن اس لفظ خاتم کا اگر کسی انسان پر اطلاق کریں تو اس وقت خاتم کے معنی ''آخر'' حقیقی معنی ہوں گے' اور خاتم القوم یا خاتم الانبیاء تب ہی صحیح ہو گا کہ آنے والا شخص قوم کا آخری فرد یا نبیوں کا آخری نبی ہو' اور اس حقیقی اطلاق کی موجودگی میں مجازی معنی تب ہی قابل اعتنا ہوں گے کہ یا حقیقی معنی اس مقام پر ناممکن الاستعمال ہوں اور یا مجازی معنی حقیقی معنی سے مغائر و متضاد نہ ہوں بلکہ اس کے ساتھ پوری مطابقت رکھتے ہوں۔

تب یہ بات واضح اور صاف ہے کہ اگر کوئی شخص بلاغت قرآن اور اعجاز نظم قرآنی کے خلاف بلکہ عربیت کے عام اصول کے خلاف آیت کریمہ خاتم النبیین میں خاتم کے حقیقی معنی ترک کر کے بلحاظ اطلاق مجازی معنی مہر کے لیتا ہے تب بھی مجازی معنی اور مفہوم وہی صحیح اور لائق توجہ ہو سکتے ہیں جو حقیقی معنی آخر سے متبائن اور متخالف نہ ہوں' اور نبیوں کی مہر کا یہ مطلب ہو گا کہ جس طرح کسی تحریر یا کسی شے کے ختم پر مہر اس لئے لگائی جاتی ہے کہ اس پر تحریر یا شے کا اختتام ہو گیا اور اب کسی بھی اضافے کی گنجائش باقی نہیں رہی' اسی طرح ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء و مرسلین کے سلسلہ کے لئے مہر ہیں کہ آپ کے بعد اب فہرست انبیاء و رسل میں کسی اضافہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اور اس سلسلہ پر مہر لگ گئی' اور جس طرح کاغذ یا لفافہ پر مہر ثبوت ہے اس امر کا کہ اب اس کے بعد کسی مضمون یا لفظ و جملہ کی توقع عبث ہے' اسی طرح نبیوں کی مہر اس کے لئے کھلی دلیل ہے کہ اب کسی اضافہ کی توقع محال ہے' پس مہر بہ اطلاق مجاز کے اس مفہوم کو چھوڑ کر اگر کسی خاص عوصہ کی بنا پر یہ معنی مراد ہوں کہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں کے لئے مہر ہیں کہ جس طرح کوئی کاغذ یا تحریر جب ہی مستند ہوتی ہے کہ اس پر ذمہ دار شخصیت کی مہر ثبت ہو' اس طرح کوئی نبی یا رسول نہیں بن سکتا جب تک آپ اس کے لئے مہر تصدیق نہ بن جائیں' تو یہ مراد دو وجہ سے باطل ہے' اول اس لئے کہ یہ مفہوم حقیقی معنی ''آخر'' کے متضاد و متبائن ہیں' دوم اس لئے کہ ہزاروں یا لاکھوں انبیاء علیہم السلام جو ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بعثت سے قبل اس کائنات ارضی پر اپنی اپنی امت کے زمانہ میں مبعوث ہو چکے ان کی نبوت غیر مستند اور نا قابل قبول رہی' اس لئے کہ ان کی نبوت کیلئے تصدیق کنندہ مہر ان کی بعثت سے ہزاروں یا سینکڑوں برس کے بعد آئی جبکہ وہ اپنے اپنے فرض منصبی سے سبکدوش ہو چکے' تو اب بے سود و بے فائدہ' اور اگر یہ مراد ہے کہ آپ کے بعد جو نبی آئیں گے ان کے لئے آپ مہر ہیں تو یہ ترجیح بلا مرجح کیوں؟ کہ ہزاروں لاکھوں انبیاء و رسل کے لئے مہر قرار پائے؟ اور اگر یہ مطلب ہے کہ اگلوں اور پچھلوں سب ہی انبیاء و رسل کے لئے مہر تصدیق ہیں تب بھی اگلوں کے لئے مہر ہونا بے کار رہا کہ ان کا وقت نبوت گزر جانے کے بعد مہر تصدیق پہنچی۔

علاوہ ازیں یہ احتمالات خود ساختہ اور ظنی ہیں' اور کسی ایک احتمال کے یقینی ہونے کی بھی قرآن میں صراحت موجود نہیں' تو پھر حقیقی اطلاق کو ترک اور حقیقی سے مطابق مجازی مفہوم سے روگردانی کے بعد ایسے احتمالات جو حقیقی مفہوم کا حق نہ ادا کرتے ہوں باطل نہیں تو اور کیا ہیں؟

پھر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ قرآن کا حکیمانہ طریق استدلال یہ ہے کہ وہ ایک مقام پر جو بات کہنا چاہتا ہے اس کو متعدد جگہ مختلف اسالیب بیان کے ساتھ اس طرح ادا کر دیتا ہے کہ ایک آیت دوسری آیت کی خود ہی تفسیر بن جاتی ہے' اور حقیقت حال روشن ہو کر سامنے آ جاتی ہے' اس حقیقت کو مفسرین

نے اس طرح بیان کیا ہے کہ قرآن کا بعض حصہ دوسرے بعض حصہ کی خود تفسیر کردیتا ہے' چنانچہ یہی صورت حال یہاں بھی موجود ہے' وہ یہ کہ قرآن حکیم اسلام کی خوبی بیان کرتے ہوئے اعلان کرتا ہے:

ترجمہ: ''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا' اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی' اور تمہارے لئے اسلام کو دین کی حیثیت میں پسند کرلیا۔''

آیت کریمہ کو ایک مرتبہ خوب غور سے پھر پڑھئے اور دیکھئے کہ اس جگہ نہ خاتَم ہے اور نہ خاتِم کہ اس کو معرض بحث میں لاکر خود ساختہ احتمالات پیدا کرلئے جائیں' بلکہ یہاں صاف صاف کہا گیا ہے کہ جو دین اسلام وجود انسانی کے ساتھ ساتھ رشد و ہدایت کا مرکز بنا ہوا ہے' اس کو آج کامل اور اس نعمت دین کو تمام کردیا گیا' اور ظاہر ہے کہ کامل کا مقابل ناقص اور تمام کا متوازی ناتمام و ادھورا ہوتا ہے' یعنی ایک چیز آہستہ آہستہ ترقی پذیر تھی اور رفتہ رفتہ اس حد پر پہنچ گئی جس کے بعد اب ترقی کا خاتمہ ہے' اس لئے کہ وہ کامل و مکمل ہوکر سامنے آگئی جس کے بعد ناقص یا ناتمام کے دہرانے کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔

سو اگر یہ صحیح ہے کہ اسلام' دور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر پہنچ کر ہی کامل اور تمام ہوا ہے تو بلاشبہ آیت کریمہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے یہی معنی صحیح ہوسکتے ہیں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم اسی دین کے پیغمبر ہیں جو کائنات انسانی کی ابتدا سے ہی رشد و ہدایت انسانی کا فرض انجام دے رہا ہے اور خدا کا پسندیدہ ہے' اور انسانیت کی مادی ترقی کے ساتھ ساتھ وہ بھی روحانی مدارج ارتقا طے کرتے ہوئے آج' کامل اور تمام ہوگیا' اور اب کسی جدید پیغام کی حاجت نہیں رہی' اور جب جدید پیغام کی ضرورت نہیں ہے تو اب نئے پیغمبر کی بھی ضرورت خود بخود باقی نہیں رہی' اور رہتی دنیا تک یہی کامل پیغام اور پیغمبر انسانی دنیا کے لئے کافی اور بس ہے۔

لہٰذا حقیقی اطلاق لیجئے یا مجازی' خاتم کے معنی اور مفہوم میں ''آخر'' ہونے کا تصور غیر منفک اور لازم ہے' اور اس کے خلاف جو کچھ بھی ہے وہ باطل ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول اگرچہ ایک خاص واقعہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن اپنے مفہوم و معنی کے لحاظ سے ہمہ گیر اور غیر موقت ہے' اور عربیت اور نقل و روایات دونوں لحاظ سے ایک ٹھوس حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔

اس آیت کے تین حصے ہیں' ایک میں کہا گیا ہے کہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' اس لئے کہ آپ کی اولاد ذکور حیات مستعار کو پورا کرچکی اور آپ صلبی بیٹا نہیں رکھتے' اور اسلام میں لے پالک ''متبنی'' بے معنی رسم ہے اور اس سے دوسرے کا بیٹا' گود لینے والے کا بیٹا نہیں بن جاتا اور اس کے احکام حاصل نہیں کرلیتا' تو ایسی شکل میں زید رضی اللہ عنہ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا کہنا ہر طرح غلط ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم مگر اس سے یہ احساس پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ جب آپ مردوں میں سے کسی کے صلبی باپ نہیں ہیں تو امت کے ساتھ کس طرح آپ کو شفقت پدری ہوسکتی ہے؟ حالانکہ امت سابقہ و سالفہ میں انبیاؑ و رسل اپنی اپنی امتوں کے بیشتر صلبی باپ بھی رہے ہیں اور روحانی باپ بھی۔ یہ احساس اس لئے نہیں ہونا چاہئے کہ اگرچہ آپ امت مرحومہ کے صلبی باپ نہیں ہیں تو نہ ہوں مگر روحانی باپ تو ہیں' جیسا کہ ہمیشہ انبیاؑ و رسل اپنی اپنی امتوں کے روحانی باپ ہوتے ہیں بلکہ روحانی باپ کا رشتہ و رابطہ تو صلبی باپ سے بھی ہزارہا درجہ بڑھ کر ہے کیونکہ وہ مادی و روحانی دونوں تربیتوں کا کفیل و مربی ہے' اس لئے دوسرے نبیوں اور رسولوں کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا کے رسول ہیں' ولکن رسول اللہ یہ آیت کا دوسرا حصہ ہے۔

پھر بات اسی حد پر پہنچ کر ختم نہیں ہوجاتی بلکہ امت مرحومہ کے لئے اس سے بھی بلند و بالا یہ بشارت ہے کہ آپؐ سے قبل جس قدر بھی روحانی باپ (انبیاؑ و رسل) گزرے ہیں' علیٰ قدر مراتب' ان میں امت کے لئے شفقت و رحمت کا جذبہ محدود رہا ہے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان کے گزر جانے کے بعد دوسرا روحانی باپ (نبی یا رسول) مبعوث ہوکر امت پر میری ہی طرح یا مجھ سے زیادہ شفقت و تربیت کا حق ادا کرنے والا ہے لیکن ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان رفیع ہے کہ آپؐ صرف اللہ کے رسول ہی نہیں بلکہ آخرالانبیاؑ والرسل ہیں' جن کے بعد کسی نبی اور رسول کی بعثت کی ضرورت نہیں رہی' اس لئے کہ دین کامل ہوگیا اور خدا کی نعمت پوری ہوگئی' ایسی صورت میں آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس مربی روحانی کی شفقت و رحمت کا کیا ٹھکانا ہوگا؟ جو یہ سمجھتا ہو کہ اب اگلوں کی طرح اس کے بعد دوسرا کوئی مربی آنے والا نہیں ہے کہ امت پر اپنی رحمت نچھاور کرے' اب تو رہتی دنیا تک اس کی آغوش تربیت وا رہے گی اور اسی کی نبوت و رسالت کا غیر منقطع سلسلہ جاری رہے گا۔

خلاصہ یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک اس خصوصی امتیاز کی حامل ہے کہ ان کی بعثت کے بعد کسی نبی یا رسول کی بعثت کی حاجت باقی نہیں رہی' اور اس طرح یہ حقیقت بھی روشن ہوگئی کہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس امر کے باعث نہیں ہیں کہ انہوں نے نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کردیا بلکہ جب خدا تعالیٰ کو منظور ہوا کہ اب یہ سلسلہ نبوت و رسالت اس ارتقائی منزل پر پہنچ گیا ہے کہ آخری پیغام بن کر کامل و تمام

ہوجائے' تو ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے چن لیا اور بلاشرکت غیرے آپ کو یہ منصب عظمیٰ عطا فرمایا کہ: وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ پھر کسی نادان کا یہ کہنا کہ اگر آپ آخرالانبیاؑ والرسل ہیں تو یہ آپ کی منقبت نہیں بلکہ نقص ہے کہ آپ اس رحمت کے لئے سدباب ثابت ہوئے جو نبوت ورسالت کے عنوان سے جاری تھی۔

اس نادان کا یہ خیال اسی طرح فاسد ہے جس طرح اس شخص کا خیال جس نے ایک محفل میں شرکت کی اور دیکھا کہ جو معزز مہمان بھی آتا ہے اس کا پرجوش استقبال ہوتا ہے اور اس سے محفل کی رونق میں اضافہ ہوتا جاتا ہے مگر جب اس نے دیکھا کہ ایک شخص ایسا بھی آپہنچا جس کو سب نے حاصل محفل سمجھ کر نہ صرف پرجوش استقبال ہی کیا بلکہ تمام محفل کا سرتاج کہا اور اس کے بعد محفل اپنا کام کرکے ختم ہوگئی تو یہ نادان بہت کڑھا اور پچھتانے لگا کہ کاش یہ حاصل محفل نہ بنتا اور محفل اسی طرح سجی سجائی رہتی اور مہمانوں کی آمد کا یہ سلسلہ یونہی جاری رہتا۔

ٹھیک اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آخرالانبیاؑ والرسل ہونے پر یہ نادان اپنے فساد خیال کا اظہار کررہا ہے اور باطل تاویلات کے درپے ہورہا ہے۔ یضل بہ من یشاء ویھدی بہ من یشاء۔

قرآن عزیز نے اکثر مقامات پر نبی اور رسول کے ایک ہی معنی لئے ہیں' جس کو اردو میں پیغمبر سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن خاص خاص مقامات پر وہ نبی اور رسول میں فرق بھی کرتا ہے' اس فرق کو علماء اسلام نے یوں ظاہر کیا ہے کہ نبی عام ہے اور رسول خاص' یعنی خدائے تعالیٰ جس شخصیت کو ہم کلامی کا شرف عطا فرماتے ہیں وہ نبی کہلاتا ہے کیونکہ لغت میں نبی خبر دینے والے کو کہتے ہیں' گویا جو شخص خدا سے براہ راست لے کر بندگان خدا کو اس کے احکام کی خبر دے وہ نبی ہے' قطع نظر اس امر کے کہ اس کو جاوید کتاب یا جدید شریعت عطا کی گئی ہو یا نہ کی گئی ہو لیکن جب خدا نے ہم کلامی کے منصب کے ساتھ ساتھ اس شخصیت کو کتاب جدید یا شریعت جدیدہ بھی عطا کی ہو تو اس کو رسول کہتے ہیں' چنانچہ اس مقام پر قرآن حکیم نے اسی فرق وامتیاز کو معجزانہ اسلوب کے ساتھ ظاہر کیا ہے' وہ کہتا ہے کہ جہاں تک انبیاؑ ورسل کی فہرست کا تعلق ہے' اس فہرست میں آپ کا منصب صرف نبی نہیں بلکہ رسول ہے اور خود قرآن اس کے لئے شہادت جاوید ہے' اور جبکہ آپ پیغام الٰہی کے سلسلہ میں آخری پیغمبر ہیں تو اس جگہ یہ یقین کرلینا چاہئے کہ آپ صرف مصطفیٰ رسولوں کے ہی آخر نہیں ہیں بلکہ سرتاسر سلسلہ نبوت کے لئے آخر ہیں' تاکہ ظاہر ہوجائے کہ جب آپ خاتم الانبیاؑ ہیں تو خاتم الرسل بدرجہ اولیٰ واتم ہیں کیونکہ جب عام ہی کا وجود مفقود ہے تو خاص کا وجود کس طرح ظاہر ہوسکتا ہے' اور اسی نمایاں حقیقت کو خود ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل صحیح حدیث میں برہان قاطع کے طور پر ظاہر کیا ہے۔ فرمایا کہ: "لانبی بعدی" (میرے بعد اب کسی نبی کی بعثت نہیں ہے) "ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی" (بلاشبہ رسالت اور نبوت دونوں ختم ہوگئے' پس میرے بعد نہ رسول ہیں اور نہ نبی) "ختم بی الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام" (مجھ پر انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ کا خاتمہ ہوگیا) "انا العاقب الذی لیس بعدہ نبی" (میرا نام عاقب ہے جس کے بعد نبی کی بعثت نہیں ہے) "وختم بی النبیون" (اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہوگیا)۔ (مسند احمد' ترمذی' مسلم' بخاری)

☆☆..........☆☆

مولانا محمد علی صدیقی کی والدہ کے انتقال پر اظہار تعزیت وقرآن خوانی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی و کراچی دفتر کے ناظم مالیات برادرم جمال عبدالناصر شاہد کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر ان کے ایصال ثواب کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے دفتر میں قرآن خوانی ہوئی جس میں حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی' امیر مولانا عبدالسلام قریشی' مولانا رب نواز جلالپوری' مولانا جمیل الرحمٰن' مولانا قاری کامران احمد' مولانا سیف الرحمٰن آرائیں' مولانا عبدالمتین قریشی' مولانا تاج محمد ہیوں' ملک عمران احمد' وسیم احمد و دیگر نے شرکت کی۔ اس موقع پر مولانا محمد علی صدیقی' جمال عبدالناصر شاہد اور دیگر اہل خانہ سے اظہار تعزیت کیا گیا

کیا آپ جانتے ہیں؟

قاری محمد صدیق توحیدی

- اللہ نے اپنی رضا کو نفس کی مخالفت میں رکھ دیا ہے
لوگ اسے نفس کی مطابقت میں تلاش کرتے ہیں۔
- اللہ نے آرام کو جنت میں رکھ دیا ہے'
لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔
- اللہ نے علم کو بھوک وپیاس میں رکھ دیا ہے'
لوگ اسے سیری میں تلاش کرتے ہیں۔
- اللہ نے تونگری کو قناعت میں رکھ دیا ہے'
لوگ اسے دولت میں تلاش کرتے ہیں۔
- اللہ نے عزت کو اپنے دین میں رکھ دیا ہے'
لوگ اسے بادشاہوں کے درباروں میں تلاش کرتے ہیں۔

حضرت حسینؓ سیرت وشہادت

مولانا محمد اسمٰعیل عارفی

گلشن اسلام شہدائے دین' غازیان ملت اور مجاہدین اسلام کے قیمتی خون سے پروان چڑھا ہے' اس کی آبیاری میں پانی کو نہیں بلکہ جاں نثاروں کے خون کو دخل ہے' دین حنیف کی عظمت وصداقت اور تبلیغ و اشاعت کو اوج ثریا تک پہنچانے کے لئے فرزندان حق مسلسل قربانیاں دیتے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے اپنے نفس وجان اور متاع ومال تک کی قربانی دے کر اسلام کے اصول عقائد' اساس اعمال اور نظریات و فروعات کو پوری دیانت کے ساتھ ہر قیمت پر زندہ رکھا ہے' یہی وجہ ہے تاریخ اسلام کا ہر ورق شہادت و شجاعت' جہاد وقتال اور حق گوئی و بے باکی کے واقعات سے بھرا پڑا ہے' ان محسنین امت اور مخلصین ملت میں نواسہ رسول' جگر گوشہ بتول' سردار جنت' شہید حق' سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما بھی شامل ہیں۔

ولادت باسعادت:

بعض حضرات نے حضرت حسینؓ کی ولادت ٦ ہجری بتلائی ہے' لیکن امام فن رجال حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے الاصابۃ میں اس امر کی تحقیق فرمائی ہے کہ سیدنا حسینؓ کی پیدائش ماہ شعبان ٤ ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اس حساب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے وقت آپ کی عمر مبارک چھ سال چھ ماہ بارہ دن ہوئی' آپؓ کی ولادت سے پہلے کا واقعہ ہے کہ حضرت ام فضلؓ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کی اہلیہ تھیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے' جس سے دل افسردہ ہے۔ آپؐ نے پوچھا کہ کیا خواب ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپؐ کے جسد اطہر سے ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں ڈال دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شاداں و فرحاں ہوئے اور چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا۔ فرمایا اے ام فضل! یہ تو بڑا مبارک خواب ہے' جس کی تاویل یہ ہے کہ انشاء اللہ فاطمہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور تمہارے ہاں پرورش پائے گا' چنانچہ اس خواب کے بعد سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ کے ہاں حضرت حسینؓ پیدا ہوئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعبیر کا مظہر اتم تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب المناقب)

علو نسب' عظمت حسب:

سیدنا حسینؓ کا نسب اتنا اعلیٰ اور بے مثل ہے کہ ان کے حقیقی بہن بھائیوں کے سوا دنیا میں کسی اور کو یہ شان رفعت حاصل نہیں' غور کیجئے! آپؓ کے نانا ہادی عالم' سرور کونین' فخر موجودات' محسن دو جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم' آپؓ کی نانی ام المومنین' سیدۂ کائنات' حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں' جن کو اللہ جل مجدہ عرش بریں سے سلام بھیجتے ہیں اور جن کو جنت میں بہترین محل کی بشارت ہے (بخاری ومسلم ابواب المناقب)۔

آپؓ کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ ہیں' جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "سیدۃ النساء اہل الجنۃ" کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ آپ کے والد ماجد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں' جن کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے: "انا مدینۃ العلم وعلی بابہا" (میں علم وحکمت کا شہر ہوں اور علیؓ اس کا دروازہ ہیں)۔ کس قدر خوبصورت تشبیہ اور عمدہ پیرایہ بیان میں ان کی عظمت ومنقبت کو ظاہر کیا گیا ہے۔

دوسری حدیث مبارکہ میں ارشاد ہے:

"یا علی! الا ترضی ان تکون
منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ
لیس نبی بعدی" (بخاری)

یعنی اے علی! تمہارا تعلق مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ موسیٰؑ کا ہارونؑ سے' مگر مجھ پر ختم نبوت کا تاج سجایا جاچکا اور ختم رسالت کی دستار باندھی جاچکی' میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مندرجہ بالا باتوں سے آپؓ کے فضائل کا احاطہ نہیں ہوسکا' تاہم حضرت حسینؓ کی شرافت نسبی خوب آشکارا ہوجاتی ہے' یہ تو تھا نسب' کردار وحسب کے آئینہ میں وہ اس سے بھی بڑھ کر خوبصورت ہیں۔

ولادت کے بعد:

حضرت حسینؓ کو جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ بہت مسرور ہوئے' آپ نے اپنے دہن مبارک میں کھجور چبا کر حضرت حسینؓ کے تالو میں لگائی اور برکت کے لئے اپنا لعاب بھی ان کے منہ میں ڈالا اور کانوں میں اذان و اقامت کہی۔ ولادت کے ساتویں دن آپ نے ہی حضرت حسینؓ کے سر کے بال منڈوائے' بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات کی اور اسی دن ختنہ و عقیقہ بھی کیا۔ حضرت جبریل علیہ السلام پیام تہنیت لائے' ریشمی کپڑے پر آپ کا نام حسین منقش کر کے پیش کیا اور عرض کیا کہ ان کا نام حضرت ہارون کے صاحبزادہ کے نام پر حسین رکھا جائے' چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی نام تجویز فرمایا اور آپؓ کے برادر معظم کی طرح ''سید شباب اہل الجنۃ'' کی بشارت دی۔ آپؓ کی کنیت ابوعبداللہ اور لقب سبط رسول' جگر گوشہ بتول ہے' صورت و سیرت میں آپؓ اپنے نانا رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کمال مشابہت رکھتے تھے۔ (ترمذی)

شرف صحابیت:

بعض لوگوں نے حضرت حسینؓ پر خامہ فرسائی کر کے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا' حتیٰ کہ انہیں صحابیت کے سلسلۃ الذہب سے بھی خارج کر دیا' اور اس بارہ میں محض اوہام وظنون کا سہارا لیا' حق یہ ہے کہ انہیں صحبت نبوی کا شرف بجا طور پر حاصل تھا' اور صرف رؤیت کی حد تک نہیں بلکہ روایت بھی ثابت ہے' ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسینؓ نے اپنے نانا' والدہ' والد اور حضرت عمرؓ سے احادیث روایت فرمائی ہیں۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۴۵ ج ۲) ابن ماجہ اور صاحب الاستیعاب نے بعض کو نقل بھی کیا ہے۔

سیدنا حسینؓ لسان نبوت پر:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ حسین مجھ سے ہے یعنی میری اولاد سے ہے اور میں اس سے ہوں یعنی مجھے حسین سے خصوصی تعلق ہے' اللہ بھی اس سے محبت کرتا ہے جس سے حسین محبت کریں' یہ دونوں میرے خاندان کے چشم و چراغ یا ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ (مجمع الزوائد بروایت یعلی بن مرہ)

دوسری حدیث میں ارشاد ہے' آپ فرماتے ہیں: اے اللہ! میں حسن و حسین سے محبت کرتا ہوں' آپ ان دونوں کو اپنا محبوب بنالیجئے اور ان لوگوں سے محبت فرمائیں جو ان سے بھی محبت رکھتے ہیں۔ (ترمذی باب المناقب)

ام فضلؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری دیکھے۔ دریافت کرنے پر فرمایا کہ میرے پاس ابھی جبریل امین آئے اور بتایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگ میرے اس پیارے بیٹے کو شہید کر دیں گے۔ (بیہقی)۔ یہ اطلاع بذریعہ وحی ملی اور حرف بحرف پوری ہوئی' جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رلا دیا اور جن اشقیاء کے ہاتھوں خون حسینؓ سے رنگین ہوئے ان کے مقدر میں بھی سوائے آنسوؤں کے کچھ نہیں' یہ اس جرم کی دنیوی سزا ہے' اخروی انجام تو اللہ ہی کو معلوم ہے۔

حسینؓ اور صحابہ کرامؓ:

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان بن عفان رضی اللہ عنہم حضرت حسینؓ کی بہت تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے اور آپؓ سے خصوصی عنایت و مہربانی کا معاملہ فرماتے تھے۔ سیدنا فاروق اعظمؓ نے حضرات حسنینؓ کا وظیفہ اہل بدر کے برابر پانچ پانچ ہزار سالانہ مقرر فرمایا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ص ۳۶ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیت اللہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت حسینؓ نظر آئے' آپ کا چہرۂ انور دیکھ کر انہوں نے محبانہ احساس اور والہانہ جذبے سے فرمایا کہ یہ (حسینؓ) اس وقت تمام مخلوقات ارضی میں سے آسمانی مخلوق (فرشتوں) کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت عباسؓ ان کی رکاب پکڑ کر چلنے کو بہت بڑا انعام خداوندی تصور کرتے تھے۔ حضرت معاویہؓ خلیفہ بنے تو جب بھی یہ حضرات ان کے پاس تشریف لے جاتے تو حضرت معاویہؓ ان کا خوب اکرام فرماتے' انہیں وظائف و تحائف دیتے اور اہلاً وسہلاً کے کلمات طیبات سے اظہار مسرت وفرحت فرماتے تھے۔ (البدایہ ص ۱۵۰ ج ۸)۔ الحاصل یہ لوگ آپس میں شیر و شکر اور رحماء بینھم کی عملی تفسیر تھے۔

شجاعت حسینؓ:

حضرت حسینؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبی تعلق کے ساتھ ساتھ روحانی نسبت بھی علی وجہ الکمال رکھتے تھے' بہت بڑے عابد' زاہد' متقی' مجاہد' شب بیدار اور غازی تھے۔ یہ آپؓ کی عسکری قابلیت ہی تھی کہ حضرت فاروق اعظمؓ نے اپنے دور خلافت میں آپؓ کا وظیفہ مجاہدین بدر کے مساوی کر دیا تھا۔ عثمانی دور میں ۲۶ ہجری میں آپؓ نے لشکر اسلام میں شریک ہو کر طرابلس کی فتح میں عظیم الشان کردار ادا کیا اور افریقہ کی فتح میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ۳۰ ہجری میں حضرت سعید بن العاصؓ کے ساتھ مل کر آپؓ نے طبرستان اور جرجان کو فتح کیا۔ آپؓ نے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنیؓ کی حفاظت کے لئے ان کے مکان کا پہرہ دیا اور بلوائیوں سے ان کی حفاظت کی' کربلا کا میدان اور کوفہ کے ریگزار ہی ان کی سطوت وصولت' جرأت و استقامت اور استقلال و شجاعت کی شہادت دینے کے لئے کافی ہیں۔ اسلام کے شیدائی جب کٹنے پر آتے ہیں تو اپنے بدن کو ٹکڑے ٹکڑے کروا دیتے ہیں' اس میں انہیں جو لذت

محسوس ہوتی ہے وہ دنیا کی اعلیٰ سے اعلیٰ چیز میں بھی نہیں پائی جاتی' وہ ایک جہان سے دوسرے جہان کی طرف انتقال کرتے ہیں' وہ ظاہراً شکست ہی کیوں نہ کھا جائیں مگر اپنے لازوال جذبہ کی وجہ سے دائمی فلاح اور سرمدی صلاح سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔

شہادت:

اہل کوفہ نے آپؓ کو خطوط لکھے تھے جن میں بڑی شد ومد کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ اگر آپؓ ہمارے ہاں تشریف لا کر حکومت وقت کے ظلم وستم کا مقابلہ نہ کریں گے تو روز قیامت ہمارا ہاتھ ہوگا اور آپ کا گریبان' چنانچہ حضرت حسینؓ حق کی سربلندی اور ظلم کے خلاف جہاد کی غرض سے حجاز مقدس اور دیار حبیب کو چھوڑ کر کوفہ کی طرف عازم سفر ہوئے مگر کوفیوں نے منافقانہ کردار ادا کیا اور آپؓ کو اور آپ کے ساتھیوں کو دشمن کے مقابلے میں بے یار ومددگار چھوڑ دیا جس کے نتیجہ میں آپؓ دس محرم الحرام کو کربلا کے میدان میں ظلماً شہید کر دیئے گئے۔

درس حریت:

شہادت حسینؓ اس امر کو واضح کرتی ہے کہ خانوادہ نبوت کٹ تو سکتا ہے مگر باطل کے سامنے نہ جھک سکتا ہے اور نہ دب سکتا ہے' وسائل کی کمی اور مسائل کی بہتات انہیں حق بات کہنے سے نہیں روک سکتی ہے۔ مولانا ظفر علی خان نے بڑے عمدہ انداز میں انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے' جس کے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ نعش جگر گوشہ بتولؓ
اسلام کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خون رگ رسولؐ
کرتی رہے گی پیش شہادت حسینؓ کی
آزادیٔ حیات کا یہ سرمدی اصول

☆☆..........☆☆

مناقب حسنین رضی اللہ عنہما

محمد عبداللہ

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ان کو مردہ مت خیال کرو بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں' اپنے پروردگار کے قرب میں ان کو رزق بھی ملتا ہے' وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی' اور جو لوگ ان کے پاس نہیں پہنچے ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان پر بھی کسی طرح کا خوف واقع ہونے والا نہیں' اور نہ وہ مغموم ہوں گے وہ خوش ہوتے ہیں بوجہ نعمت وفضل خداوندی کے اور بوجہ اس کے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کا اجر ضائع نہیں فرماتے۔" (القرآن)

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ مردے ہیں' بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے۔" (القرآن)

حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما آپؐ کے کاندھے پر تھے اور آپؐ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر۔

حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں منبر پر دیکھا کہ حسن ابن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پہلو میں تھے' آپ ایک مرتبہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسن بن علیؓ کی جانب اور فرماتے جاتے کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور شاید اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے فرقوں کا اختلاف دور کرادے' (یعنی دو فرقوں کے درمیان صلح کرادے)۔

عبدالرحمن بن نعمؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کسی عراقی شخص نے پوچھا کہ اگر حج کا احرام باندھنے والا مکھی کو مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ عراق کے لوگ مجھ سے مکھی مار ڈالنے کا حکم دریافت کرتے ہیں' حالانکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے کو مار ڈالا' حالانکہ ان کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ یہ دونوں (یعنی حسن اور حسین) میرے دو پھول ہیں دنیا کے۔

حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حسن اور حسین نوجوان جنتیوں کے سردار ہیں۔

حضرت بریدہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اچانک حسنؓ اور حسینؓ آگئے جو اس وقت سرخ کرتے پہنے ہوئے تھے اور چلتے تھے اور گر پڑتے تھے' یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور دونوں بچوں کو گود میں اٹھا لیا اور اپنے سامنے دونوں کو بٹھا کر فرمایا: خدا تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں (یعنی آزمائش کی چیزیں ہیں) میں نے دونوں بچوں کو دیکھا کہ یہ چلتے ہیں اور گر گر پڑتے ہیں تو مجھ سے صبر نہ ہو سکا یہاں تک کہ میں نے اپنی بات کو قطع کر دیا اور ان دونوں کو اٹھا لیا۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے لڑکے! کیسی اچھی سواری پر تو سوار ہوا ہے' تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور وہ سوار بھی تو اچھا ہے۔

حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی

مکاتب دینیہ کی اہمیت

درج ذیل تحریر جانشین و خلف حضرت قطب الاقطاب مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ حضرت مولانا محمد طلحہ کاندھلوی مدظلہ العالی کا ایک مدرسہ کے ناظم کے نام گرامی نامہ ہے' چونکہ اس گرامی نامہ کا موضوع بچوں کی تربیت ہے' اس لئے قارئین اور مدارس دینیہ کے ارباب اہتمام کے افادہ کے لئے اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے۔

جناب ناظم صاحب مدظلہ العالی!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا' جو تفصیل آپ نے لکھی ہے اس سے مسرت ہوئی' اللہ تعالیٰ آپ کے مدرسہ کو ترقیات سے مالا مال فرمائیں' شرور وفتن سے محفوظ فرمائیں' آپ نے جو مکاتب قائم کئے ان میں ترقی و کثرت عطا فرمائیں۔ عرصہ سے اس کی ضرورت محسوس ہورہی ہے کہ بڑے مدرسہ والے مختلف علاقوں میں دیہاتوں میں اور شہروں میں جگہ جگہ مکاتب قائم کرکے بچوں کو اپنائیں تاکہ بچے واہی تباہی پھرنے سے اور اسکولوں کی وبا سے اور خاص طور سے (عیسائی) مشن کے اسکولوں سے محفوظ رہیں۔

کم عمری میں بچوں کو اپنا کر گھر کے قرب وجوار میں ان کا قاعدہ اور سپارہ شروع کرا کر ان کو اپنایا جائے اور پھر ذرا بڑے ہونے پر اس سے آگے اس سے بڑے مدرسہ میں منتقل کیا جائے' اس سے بچے بددینیوں اور مشن کے اسکولوں سے بھی محفوظ رہے گا اور خود غلط کھیلوں اور غلط ماحول سے بھی محفوظ رہے گا' مجھے سفروں میں اور خود سہارنپور میں بعض بچوں سے معلوم ہوا کہ وہ غیروں کے اسکولوں میں جاتے ہیں' ان کے مسلمان ہونے کے باوجود وندے ماترم (ہندوانہ ترانہ) کرایا جاتا ہے اور بعض مشن کے اسکولوں میں ان کو مذہبی طور سے خراب کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے مکاتب قائم کرنے کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور اس میں ترقی عطا فرمائے۔ آپ حضرات اس سلسلہ کو اور وسیع فرمائیں اور اپنے مدات چندہ میں مکاتب کے قائم کرنے کی مد قائم کرکے اس نسبت سے چندہ لیں۔

ہمارے اکابر کے زمانہ میں ایک چندہ کی صورت یہ ہوتی تھی کہ گھروں میں مٹکیاں مدرسہ کی طرف سے رکھی جاتی تھیں اور عورتوں کو تاکید کی جاتی تھی کہ جب وہ آٹا پکائیں ایک چٹکی یا ایک مٹھی اس مٹکی میں ڈال دیں اور ہفتہ عشرہ میں مدرسہ والے اپنا قاصد بھیج کر اکٹھا کرالیں' یہ اس زمانہ میں چٹکی فنڈ کہلاتا تھا اور اچھی خاصی یافت اس سے ہوجاتی تھی۔

اس نظام سے مدرسہ کو سہارا ملے گا' جب اس کو شروع کریں گے تو ان کا نفع آپ لوگوں کے سامنے آئے گا' زیادہ اچھا یہ ہے کہ ممبران مدرسہ اور ذمہ داران مدرسہ اس کا سلسلہ شروع کریں' پھر انشاءاللہ عوام بھی اس طرف توجہ کریں گے اور انشاءاللہ اس سے آپ لوگوں کو بہت یافت ہوگی۔ خاص طور سے ان علاقوں میں جہاں آپ نے مکاتب قائم کئے ہیں' وہاں یہ سلسلہ شروع کریں' اس پر زور نہ دیں (یعنی چٹکی حاصل کرنے پر) بلکہ زوران کے بچے حاصل کرنے پر دیں' یہ بھی سلسلہ ہو کہ جتنا وہ خوشی سے دے دیں اس کو حاصل کرلیا جائے اور اصل زوران کے بچے حاصل کرنے پر ہوتا کہ ان کو دین کی رغبت اور قرآن پڑھنے کا شوق ہو' بچوں کو مکتب میں لانے کی محنت کریں اور بڑوں پر جماعت میں جانے کی کوشش کریں تاکہ ان کو دین کی رغبت پیدا ہو اور بچوں کو پڑھنے کے لئے فارغ کرنا آسان ہوجائے۔

مشن کے اسکولوں میں بچوں کے مذہبی عقائد کو کس طرح خراب کیا جاتا ہے' اس کو واضح کرنے کے لئے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں۔ مجھے بعض حضرات سے یہ خبر ملی کہ مشن کے ایک اسکول میں مسلمان بچوں کو ایک بڑے ہال میں جمع کرکے ان سے کہا گیا کہ تم لوگ اپنے اللہ سے کھانے کی چیزیں مثلاً ٹافی بسکٹ وغیرہ مانگو' دیکھیں تمہارا خدا تمہیں یہ چیزیں دیتا بھی ہے یا نہیں؟ چنانچہ ان کم سن بچوں نے اللہ تعالیٰ سے ان چیزوں کا سوال شروع کیا' نتیجتاً لاحاصل' پھر انہوں نے کم سن بچوں سے کہا کہ اچھا اب اپنے نبی آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے سوال کرو' اسی طرح سے انہوں نے دیگر اولیائے کرام کا نام لے کر ان سے سوال کرنے کو کہا لیکن ان کو کچھ نہ ملا' اخیر میں انہوں نے کہا کہ اچھا تم لوگ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) سے ان چیزوں کے متعلق سوال کرو' بچوں کے ہاتھ اٹھوا کر دعا میں مشغول کرکے ان میں سے ایک نے ایک سوئچ دبادیا اور چھت سے ٹافی بسکٹ' چاکلیٹ اور اس طرح کی دیگر اشیا جو بچوں کو زیادہ مرغوب ہوتی ہیں گرنے لگیں۔

اب ہمیں سوچنا ہے کہ اس طرح سے کیا ہمارے بچے مذہب اسلام پر قائم رہ سکتے ہیں؟ سوچئے اور غور کیجئے' اگر اب بھی غفلت کی نیند سے بیدار نہ ہوئے تو کب ہوش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی باطل عقائد سے حفاظت فرمائے اور ہم سب کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے۔

واللہ یهدی من یشاء الی صراط المستقیم۔

قادیانیوں کے اعتراضات کے جوابات

سوال: ایک قادیانی نے اعتراض کیا کہ باوجود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے سخت سے سخت تکالیف پہنچائیں' مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر نہیں اٹھایا۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہود کے ہاتھوں سے بچانے کے لئے آسمان پر اٹھالیا اور یہ کہ وہ اب تک زندہ آسمان پر ہیں اور حضرت مسیح بحکم خدا مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے' یہ سب باتیں مشرکانہ خلاف قرآن ہیں' جو ظالموں' نادانوں نے گھڑی ہیں' ان عقائد کے رکھنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک ہے۔

جواب: ایسا عقیدہ جس پر گزشتہ چودہ سو برس کے اندر سب دنیا کے مسلمان اعتقاد رکھتے تھے۔ جن میں بڑے بڑے مفسرین قرآن' مجددین' امت محدثین' صحابہ کرام' اولیاء عظام صوفیاء' ائمہ فقہا شامل ہیں۔ ایسے عقیدہ کو کیسے کھلم کھلا الفاظ میں مشرکانہ خلاف قرآن قرار دیا جاسکتا ہے۔

مرزا محمود احمد خلیفہ ثانی قادیان' "حقیقۃ النبوۃ" کے صفحہ ۱۴۲ پر لکھتے ہیں:

"پچھلی صدیوں میں قریباً سب دنیا کے مسلمانوں میں مسیح کی حیات پر ایمان رکھا جاتا ہے اور بڑے بڑے بزرگ اسی عقیدے پر فوت ہوئے۔"

اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی اور ان کے اتباع کی یہ پرانی عادت ہے کہ ایک بات جس کو خود ہی ایک وقت نہایت صحیح اور شعار اولیا بتاتے ہیں۔ دوسرے وقت میں اس کو نہایت ہی برا کہہ دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر اناجیل مروجہ میں یہ منسوب کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح نے فرمایا تھا کہ: "میں نیک نہیں ہوں" اس وقت کے متعلق ایک وقت تو مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ ص ۱۰۴ پر یہ لکھا تھا:

"حضرت مسیح تو ایسے خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بے نفس بندے تھے جو انہوں نے یہ بھی روا نہ رکھا کہ ان کو نیک آدمی کہے۔"

مگر جب مرزا قادیانی عیسائیوں کا رد کرنے بیٹھے تو اسی فقرہ سے جس کو حلم و تواضع عجز و بے نفسی کہہ

مولانا تاج محمد صاحبؒ

کر شعار اولیاء اللہ قرار دیا تھا' اپنی کتاب ست بچن ص ۱۷۲ پر یوں مستدل ہوئے کہ:

"یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہ کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی اور خراب چلن ہے۔"

حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف انجیل میں جو یہ بھی منسوب کیا گیا ہے کہ انہوں نے ایک فاحشہ عورت سے عطر ملوایا۔ مرزا قادیانی نے اس کے متعلق ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ پر لکھا کہ:

"آپ (مسیح) کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے' سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔"

مرزا قادیانی نے اس تحریر میں عطر ملوانے کے فعل کو خلاف پرہیزگاری اور بدچلنی وغیرہ کہا ہے' مگر جب ایک شخص نے مرزا صاحب کے پیروکاروں کے داڑھی منڈانے پر اعتراض کیا تو مرزا صاحب نے کہا کہ:

"لوگ کن بیہودہ اعتراضوں میں پڑے ہوئے ہیں' وہ ظاہر کو دیکھتے ہیں' ہم باطن کو حضرت عیسیٰ پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ آپ نے ایک فاحشہ عورت سے عطر کیوں ملوایا؟ تو انہوں نے کہا کہ دیکھ تو پانی سے میرے پاؤں دھوتا ہے' مگر یہ عورت آنسوؤں سے خدا کے نزدیک خلوص شرط ہے...... درحقیقت حضرت عیسیٰ نے ٹھیک فرمایا۔" (بدر ۲/مئی ۱۹۰۹ء)

اس عبارت میں اس فعل کو جسے پہلے قابل مذمت قرار دیا تھا' اور جس کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کی جدی مناسبت کنجریوں سے بتائی تھی۔ باعث تسکین لکھا ہے' اس قسم کی بیسوں مثالیں مرزا قادیانی کی تحریرات میں ملتی ہیں۔ خود مرزا قادیانی اور ان کے ماننے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کے عقیدہ کو تو مشرکانہ عقیدہ کہتے ہیں' لیکن خود مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے ہیں' مرزا قادیانی اپنی کتاب "نورالحق" کے

ص۵۰ پر لکھتے ہیں:

''عیسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے۔ اور وہ اس نبی معصوم جناب موسیٰؑ کی شریعت کا ایک خادم ہے۔ وہی موسیٰ جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ آسمان میں موجود ہے' اور مردوں میں سے نہیں۔''

ہم صرف یہ دریافت کرتے ہیں کہ جو شخص حضرت عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر مانے وہ تو ہوا مشرک اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا لیکن اگر مرزا غلام احمد قادیانی' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قرآن کی رو سے زندہ آسمان پر مانے تو وہ کون ہوا؟

اگر افضلیت کا معیار بعض شخصی خصوصیات کو قرار دیا جائے تو اس طرح کسی نبی کا دوسرے سے افضل یا بزرگ تر ثابت کرنا دشوار ہو جائے گا۔

☆ ''حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بغیر والدین کے پیدا کیا'' (جنگ مقدس ص۹)

☆ ''اسی طرح ان (یعنی حضرت آدمؑ) کو زندگی میں جنت کے اندر رکھا۔'' (قرآن کریم)

☆ ''حضرت ابراہیمؑ باوجود آگ میں ڈالے جانے کے صحیح وسلامت رہے۔'' (ضمیمہ تریاق القلوب ص۴۲)

☆ ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا سانپ بن گیا۔'' (نزول المسیح)

☆ ''ایسا ہی آپ نے عصا مار کر دریا کو پھاڑ دیا۔'' (مواہب الرحمٰن ص۴)

☆ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو نساء العلمین پر فضیلت دی گئی۔'' (قرآن)

☆ ''حضرت مسیح علیہ السلام کو بغیر والد کے پیدا کیا۔'' (نزول المسیح ص۱۱۷)

☆ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا پر آسمانوں سے مائدہ نازل کیا گیا۔'' (سورۂ مائدہ)

☆ ''حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے۔'' (قرآن)

☆ ''بقول مرزائیاں مرزا قادیانی نے بے موسم سنگترہ پیدا کر دیا۔'' (سیرۃ المہدی ص۴)

بتاؤ یہ تمام باتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کب ظہور میں آئیں؟ پھر کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ ان باتوں کے نہ ہونے سے آپ کی افضلیت کا انکار کریں گے؟ سچے ہیں تو کیجئے۔

اگر کہا جائے کہ ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ایسے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر معجزات دکھائے۔ ان پر کیا منحصر ہے' تو یہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیجئے گا۔

سنئے! اگر حضرت مسیح علیہ السلام چوتھے آسمان پر اٹھائے گئے ہیں تو ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرش بریں بلکہ حجاب عظمت تک تشریف لے گئے:

اللہ اللہ عروج تو ز افلاک گزشت
بمقامیکہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

اسی طرح یہ اعتراض کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ مردوں کو بھی زندہ کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ مسلمانوں میں اس وقت عام عقیدہ ہے تو پھر اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ نعوذ باللہ من ذالک حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل تھے۔

یہ اعتراض بھی صریح غلط ہے۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کا بحکم خدا مردوں کو زندہ کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وجہ فضیلت قرار دینا درست ہے' تو مرزا غلام احمد قادیانی پرلے درجے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے تھے۔ جنہوں نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' کے ص۳۰۸ پر لکھا کہ:

''یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن حکم الٰہی الیسع نبی کی طرح عمل ترب میں کمال رکھتے تھے' گو الیسع کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی وہ معجزہ دکھایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔''

اگر آپ کا یہ قول درست ہے کہ جو شخص ایک مردے کو زندہ کر دے' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہو جاتا ہے تو الیسع کی لاش کے چھونے سے بقول مرزا غلام احمد قادیانی: ''ایک مکروہ اور قابل نفرت عمل ترب'' کی برکت سے جو مردہ زندہ ہو گیا۔ ایمان سے بتلاؤ کہ تمہارے اصول کے مطابق اس ''بے جان لوتھڑے'' کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل ہونے میں کیا شک ہے' اور مرزائیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

مرزا صاحب کی تحریرات کو مدنظر رکھ کر کسی کا آسمان پر چڑھنا اور دیر تک زندہ رہنا اور کسی کا مردہ کو زندہ کر دینا ثابت ہوا تو ہم تمام مرزائیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ مشرک' ظالم' مخالف قرآن' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا کون ہوا؟

اعتراض:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کو دو ہزار سال سے زائد ہو چکے ہیں' یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی آدمی اتنی مدت تک زندہ رہے؟ اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور آسمان پر ہیں تو وہاں ان کے کھانے' پینے اور پیشاب پاخانہ وغیرہ کا کیا انتظام ہے؟

جواب:

آج سے کئی برس پیشتر بھارت (انڈیا) سے شائع ہونے والے ماہنامہ "شبستان" دہلی میں فارقلیط صاحب کے نام سے قادیانیوں کی وکالت میں ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ مدیر "الفرقان" لکھنؤ نے اس مضمون کا تعاقب کیا۔ فارقلیط صاحب نے ہتھیار ڈال دیئے...... فارقلیط صاحب کے مضمون میں ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کھانے' پینے اور پیشاب' وغیرہ کا کیا انتظام ہے' وغیرہ وغیرہ؟

مولانا محمد منظور صاحب نعمانیؒ نے جو جواب تحریر فرمایا وہ ان ہی کے الفاظ میں سنئے فرماتے ہیں:

"یہ سوال نہایت ہی جاہلانہ اور عامیانہ ہے' اور جس شخص کا خدا کی قدرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان ہو' اور اس کو معلوم ہو کہ قرآن مجید نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے اور آخر زمانہ میں پھر نازل ہونے کی خبر دی ہے۔ اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہی نہ ہونا چاہئے' لیکن چونکہ اس قسم کے وسوسے اور خیالات قادیانیوں کے شکار کے خاص آلات ہیں اور دین و مذہب سے ناواقف نوجوانوں کا وہ انہی کے ذریعہ شکار کرتے ہیں۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ سمجھنا کہ کوئی آدمی سو دو سو برس سے زیادہ زندہ نہیں رہتا' اور نہیں رہ سکتا۔ ایک جاہلانہ اور بچکانہ خیال ہے' جس کی کوئی دلیل اور بنیاد نہیں' اس کے برخلاف قرآن مجید میں صاف صریح الفاظ میں حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق بیان فرمایا گیا ہے کہ وہ ایک ہزار سال کے قریب اس دنیا میں رہے۔ تو جس اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو لگ بھگ ایک ہزار سال تک اسی دنیا میں اور اسی آب و گل میں زندہ رکھا۔ بلاشبہ اس میں یہ بھی قدرت ہے کہ وہ چاہے تو کسی بندہ کو دو دو چار ہزار برس یا اس سے بھی زیادہ مدت تک زندہ رکھے' عقل و حکمت کی کوئی دلیل اس کے خلاف پیش نہیں کی جاسکتی۔"

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے ہماری اس دنیا میں بھی نہیں رکھا' جس میں یہاں کے قدرتی قوانین چل رہے ہیں' جو یہاں کے مناسب ہیں' بلکہ ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا اور وہاں کا نظام حیات یقیناً یہ نہیں ہے' جو ہماری اس دنیا کا ہے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ (جن پر مرزا غلام احمد اور ان کے متبعین نے یہ تہمت لگائی ہے کہ وہ حیات مسیح اور نزول مسیح کے منکر اور قادیانیوں کی طرح وفات مسیح کے قائل ہیں) انہوں نے اپنی کتاب "الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح" (جو عیسائیوں کے رد میں لکھی گئی ہے) ایک جگہ گویا اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے کہ:

"حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان پر ہیں اور زندہ ہیں تو وہاں ان کے کھانے' پینے اور پیشاب پاخانے کا کیا انتظام ہے؟ تحریر فرمایا ہے کہ: "وہاں آسمان پر کھانے' پینے اور بول و براز وغیرہ کی ضروریات و حاجات کے معاملہ میں ان کا حال زمین والوں کا سا نہیں ہے۔ وہاں آپ ان چیزوں سے بے نیاز ہیں۔"

بلکہ اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ وہ اگر چاہے تو ہماری اسی دنیا میں کسی بندہ کو اس حال میں کردے کہ وہ سینکڑوں برس تک کھانے' پینے سے بے نیاز رہے۔ قرآن کریم میں اصحاب کہف کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے' جو قرآن مجید کے بیان کے مطابق تین سو برس سے زیادہ کچھ کھائے پیئے بغیر غار میں رہے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے "الیواقیت والجواہر" میں اسی سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر کیا کھاتے' پیتے ہیں اور اگر وہاں کچھ نہیں کھاتے' پیتے تو اتنی مدت تک بغیر کھائے پیئے کیوں کر زندہ رہ سکتے ہیں؟ تحریر فرمایا ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ کھانا' پینا دراصل ان لوگوں کے لئے ضروری ہے جو اس دنیا میں رہتے بستے ہیں' کیونکہ یہاں کی ہوا کے اثر سے بدن کے اجزاء برابر تحلیل ہوتے رہتے ہیں اور غذا سے اس کا بدل فراہم ہوتا ہے۔ ہماری اس دنیا اور ہماری اس زمین اور یہاں کی عام مخلوق کے لئے قدرت خداوندی نے یہی قانون رکھا ہے لیکن جس کو اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے اٹھالے تو اس کو اللہ تعالیٰ کھانے' پینے سے اسی طرح بے نیاز کردیتا ہے' جس طرح فرشتے بے نیاز ہیں اور وہاں اللہ کی حمد و تسبیح ہی ان کی غذا ہوجاتی ہے (جس سے ان کی زندگی اور قوت برابر قائم رہتی ہے)۔"

اس موقع پر شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ نے خلیفہ الخرادنا می ایک بزرگ کا واقعہ بھی شیخ ابوالطاہر کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

''ہم نے ان کو خود دیکھا ہے وہ ۲۲ سال مسلسل اس حالت میں رہے کہ کھانا بالکل نہیں کھاتے تھے' دن رات عبادت میں مصروف رہتے تھے' اور ان پر کمزوری کا کوئی اثر نہیں تھا۔ (گویا عبادت ہی) ان کے لئے غذا کا کام کرتی تھی' یہ بطور کرامت کے ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا خاص معاملہ تھا۔''

اس کے بعد علامہ شعرانیؒ لکھتے ہیں کہ:

''یہ بات کچھ بھی مستبعد نہیں ہے کہ آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام کی غذا تسبیح و تہلیل ہو۔''

ہم نے یہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور شیخ عبدالوہابؒ شعرانی کی عبارتوں کا حوالہ اس لئے دینا مناسب سمجھا کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین ان دونوں بزرگوں کی علمی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں' اور دونوں بزرگوں نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں کسی ایسے شخص کو کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا' جس کو اللہ تعالیٰ نے وہ عقل سلیم عطا فرمائی ہو جو اس کا خاص عطیہ ہے۔

التقويم الأردني الهاشمي
تصدره سنويا إدارة مكتبة الشباب ومطبعتها

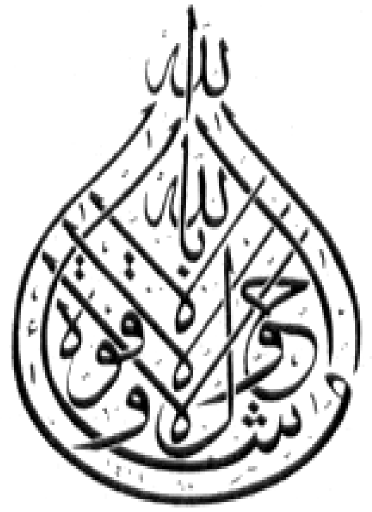

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالحق تمنا

ہو آپؐ کا کرم تو یہ عزت نصیب ہو
روضے کی جالیوں کی زیارت نصیب ہو

اے کاش! اس جہاں میں بھی جنت نصیب ہو
یعنی حضور پاکؐ کی قربت نصیب ہو

ہوں جنت البقیع کے دامن میں دفن میں
زیر زمین رہ کے بھی رفعت نصیب ہو

پنہاں ہے جو حضورؐ کے خاص التفات میں
وہ کیف' وہ سرور' وہ لذت نصیب ہو

پروانہ بن کے جان نچھاور کروں بشوق
جلنے کو شمع ختم نبوت نصیب ہو

اک دن سبھی کو موت کا چکھنا ہے ذائقہ
ہے آرزو مری کہ شہادت نصیب ہو

قرابت داروں سے حسنِ سلوک

لمعۃ اللہ تسنیم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کو اپنے مال میں ان کا باغ بیرحا بہت مرغوب تھا' وہ مسجد کے سامنے تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اس باغ میں تشریف لاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے تھے۔ جب یہ آیت اتری: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون' تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے سب سے زیادہ بیرحا باغ پسند ہے' سو میں اس کو اللہ کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور اس کی نیکی اور ذخیرہ کی اللہ کے یہاں امید رکھتا ہوں' اور آپؐ اس کو جہاں چاہیں وقف کر دیجئے' آپؐ نے فرمایا کہ ارے یہ مال تو بہت نفع والا ہے' جو کچھ تم نے کہا میں نے سنا' میری رائے یہ ہے کہ اس کو قرابت داروں پر وقف کر دو۔ حضرت ابوطلحہؓ نے کہا کہ جو آپؐ کی مرضی' پھر حضرت ابوطلحہؓ نے اس کو اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

والدین کی خدمت و رفاقت میں جہاد کا ثواب:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھا اور کہا کہ میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرنا چاہتا ہوں اور اللہ سے اس کے اجر کی خواہش رکھتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں! دونوں زندہ ہیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اللہ سے اجر چاہتے ہو؟ اس نے جواب میں کہا کہ ہاں' فرمایا کہ بس تم اپنے والدین کی طرف پلٹ جاؤ اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔

بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدلہ دینے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے' صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ اس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے اور وہ صلہ رحمی کرے۔ (بخاری)

جو رشتہ کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشتہ عرش سے معلق ہے اور کہتا ہے کہ جو مجھے جوڑے گا' اللہ اس کو جوڑے گا' اور جو مجھ کو کاٹے گا اللہ اس کو کاٹے گا۔ (بخاری)

ننھیال والوں کی مدد:

حضرت ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اجازت ایک لونڈی آزاد کی' جب میری باری کا دن آیا اور آپؐ تشریف لائے تو میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میں نے ایک لونڈی آزاد کی ہے؟ آپؐ نے فرمایا کیا تم نے ایسا کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں' فرمایا اگر تم اس کو اپنے ننھیال والوں کو دے دیتیں تو اس کا تم کو بڑا اجر ملتا۔ (بخاری و مسلم)

مشرکہ ماں کے ساتھ سلوک:

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میری ماں میرے گھر آئیں اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایمان نہیں لائی تھیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فتویٰ لیا کہ میری ماں آئی ہیں اور وہ مجھ سے حسن سلوک کی خواہش مند ہیں' کیا میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں' تم اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہو۔ (بخاری و مسلم)

شوہر کو دینے میں دہرا اجر:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عورتو! صدقہ کرو' کچھ نہیں تو زیور ہی سہی' حضرت زینبؓ کہتی ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آئی اور ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو صدقہ کا حکم دیتے ہیں' اور تم نادار آدمی ہو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر دریافت کرو کہ اگر مجھے تمہارا دینا کافی ہو تو خیر ورنہ

دوسروں کو دے دوں؟ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم ہی جاؤ تو میں گئی دیکھا کہ ایک انصاری کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑی ہیں اور یہی غرض ان کو بھی لائی ہے' حضرت بلالؓ آئے تو میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو کہ دو عورتیں دروازے پر کھڑی ہیں اور پوچھتی ہیں کہ کیا ہم اپنے شوہروں کو صدقہ دے سکتے ہیں؟ مگر یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں' حضرت بلالؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ سے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ کون ہیں؟ کہا کہ ایک انصاری کی بیوی ہیں اور ایک زینبؓ۔ آپؐ نے فرمایا کون سی زینب؟ کہا کہ عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی' آپؐ نے فرمایا کہ ان کے لئے دوہرا اجر ہے' ایک قرابت داری کا اور ایک صدقہ کا۔ (بخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم:

حضرت ابوسفیانؓ سے روایت ہے کہ ہرقل نے مجھ سے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تم کو کیا حکم دیتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ فرماتے ہیں کہ: ایک اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' اور جو تمہارے باپ دادا کہتے ہیں وہ چھوڑ دو' اور نماز کا' صدقہ کا' پاکدامنی کا اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب تم ایک زمین فتح کرو گے اور اس میں قیراط کا نام لیا جائے گا اور ایک روایت میں ہے کہ مصر کو فتح کرو گے اور زمین میں قیراط کا نام لیا جائے گا تو تم اس کے رہنے والوں کے ساتھ بھلائی کرنا' اس لئے کہ ان کا تعلق اور رشتہ ہے' اور ایک روایت میں ہے کہ جب تم اس کو فتح کرو تو اس کے رہنے والوں کے ساتھ احسان کرو' اس لئے کہ ان کا تعلق اور رشتہ ہے' اور فرمایا کہ سسرالی رشتہ ہے۔ (مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل خاندان سے خطاب:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری "وانذر عشیرتک الاقربین" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا' جب وہ جمع ہوئے تو عام وخاص سے خطاب فرمایا' آپ نے فرمایا کہ: اے بنی عبدشمس! اے بنی کعب بن لوی! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' اے بنی مرہ بن کعب! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' اے بنی عبدمناف! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' اے بنی عبدالمطلب! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' اے فاطمہؓ! اپنی جانوں کو آگ سے بچاؤ' بے شک میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے کسی چیز کا مالک نہیں' سوا اس کے کہ تمہارا رشتہ ہے جس کی حفاظت کروں۔ (مسلم)

رشتہ کا خیال:

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ پکار کر بغیر پوشیدگی کے فرماتے تھے کہ فلاں کی اولاد میری دوست نہیں ہے' میرا دوست اللہ ہے اور نیک مسلمان لیکن ان کا رشتہ ہے کہ میں اس کی حفاظت کروں گا۔ (بخاری)

رشتہ جوڑنے کی فضیلت:

حضرت خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کرے اور دوزخ سے دور رکھے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' نماز قائم رکھو' زکوٰۃ دو اور رشتہ جوڑو۔ (بخاری ومسلم)

دوہری فضیلت:

حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم لوگ افطار کرو تو کھجور سے کرو' اس میں برکت ہے' اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے کھولو' پانی پاک کرنے والا ہے' اور رشتہ داروں پر صدقہ کرنے میں دو فضیلتیں ہیں: (۱) صدقہ اور (۲) رشتہ جوڑنا۔ (ترمذی)

باپ کے حکم سے بیوی کو طلاق:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنی بیوی کو بہت چاہتا تھا' حضرت عمرؓ اس کو ناپسند کرتے تھے' انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس کو طلاق دے دو' میں نے انکار کیا' حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس کا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اس کو طلاق دے دو۔ (ابوداؤد وترمذی)

خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خالہ ماں کے مرتبہ میں ہے۔ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم:

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نبوت کے زمانہ میں مکہ میں آیا' میں نے کہا کہ: آپ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں پیغمبر ہوں' میں نے کہا کہ پیغمبری کیا؟ فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے' میں نے کہا کہ کس چیز کے ساتھ آپ کو بھیجا ہے؟ فرمایا کہ مجھے بھیجا ہے رشتہ جوڑنے کے لئے اور بتوں کے توڑنے کے لئے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ایک سمجھا جائے' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔

نیک لوگوں کی صحبت

اوراس کے فوائد

شیخ عبداللہ البرنی

کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ انسان جن لوگوں کی ہم نشینی اختیار کرتا ہے ان کے اخلاق و عادات‘ چال چلن اور گفتگو کے گہرے اثرات اس کے کردار پر پڑتے ہیں اور غیر ارادی طور پر بھی وہ ان کی عادات و اخلاق اپنا لیتا ہے‘ اور پھر رفتہ رفتہ مکمل طور پر ان ہی کے رنگ میں رنگ جاتا ہے‘ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔"

اور یہ حقیقت ہے کہ انسان کی پہچان اس کے دوستوں سے بخوبی ہو جاتی ہے۔

مومن بندے پر لازم ہے کہ اپنے لئے دیندار‘ خدا ترس اور با اخلاق دوستوں کا انتخاب کرے اور یہ تعلق اور دوستی محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے ہو‘ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"میری محبت واجب ہو گئی ان لوگوں کے لئے جو میری رضا کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں‘ اور میرے ہی لئے مل بیٹھتے ہیں‘ اور میری ہی رضا کے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں‘ اور میری ہی رضا کے حصول کے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔"

خوب سمجھ لینا چاہئے کہ جو دوستی دنیاوی منافع اور مصلحتوں کے لئے ہوگی وہ قائم نہیں رہ سکتی‘ جوں ہی خود غرض دوست کو اپنی غرض پوری ہوتی دکھائی دے گی وہ بالکل بے تعلق ہو جائے گا جب کہ دینداری اور پرہیزگاری کی بنیاد پر جو تعلق قائم ہوگا وہ ہمیشہ باقی رہے گا‘ یہاں تک کہ حق تعالیٰ شانہ دونوں کو جنت میں جمع فرمائے گا‘ انشاء اللہ۔

عام مشاہدہ ہے کہ متقی اور پرہیزگار دوست ایک دوسرے کی عزت و آبرو کا تحفظ اور احترام کرتے ہیں اور ہمدردی اور خیر خواہی کرتے ہیں‘ ایک دوسرے کے لئے دعائیں کرتے ہیں‘ قیامت کے دن ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نور کے منبروں پر بٹھائے گا‘ نہ گھبراہٹ ان پر طاری ہوگی اور نہ بے چینی ان کو گھیر سکے گی (جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے)۔ نیک اور پرہیزگار لوگوں کی معیت اختیار کرنے کے بے شمار فوائد ہیں چنانچہ ارشاد نبوی ہے کہ:

"فرشتوں کی ایک جماعت اہل ذکر کی مجالس کی تلاش میں رہتی ہے اور جب بھی انہیں ذاکرین کی مجلس نظر آتی ہے‘ تو وہ ان کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں‘ پھر جب وہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو گواہ بنا کر فرماتا ہے کہ میں نے ان سب (ذاکرین) کی مغفرت کر دی‘ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ ان میں فلاں شخص بھی تھا جو نہایت گناہ گار آدمی ہے‘ وہ تو یوں ہی ان کے ساتھ بیٹھ گیا تھا‘ حق تعالیٰ شانہ فرماتا ہے کہ میں نے اس کی بھی مغفرت کر دی‘ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا محروم نہیں ہوتا۔" (بخاری و مسلم)

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ان حضرات کی صحبت میں بیٹھنے والے کے کردار پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور وہ ان کے اخلاق عالیہ اور عادات حسنہ غیر ارادی طور پر قبول کر لیتا ہے۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ انسان کو ان اہل علم اور اہل تقویٰ کا کردار و عمل دیکھ کر اپنی غلطیاں معلوم ہوتی ہیں اور اس میں اپنی نالائقی کا احساس اور اپنی اصلاح کی فکر پیدا ہو جاتی ہے۔

چوتھا فائدہ یہ ہے کہ جتنا وقت انسان ان حضرات کے ساتھ گزارتا ہے تو کم از کم اس وقت میں تو ضرور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے‘ پھر رفتہ رفتہ اس صحبت کی بدولت اس کے دل میں گناہوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔

پانچواں فائدہ یہ ہے کہ یہ صالحین اپنے ہم

نشین کے رازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اس کے بھید کسی پر ظاہر نہیں کرتے' اور اس کی غیر موجودگی میں کسی سے اس کی غیبت نہیں کرتے بلکہ اس کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں۔

چھٹا فائدہ یہ ہے کہ جب انسان اللہ کے لئے ان حضرات سے محبت کرتا ہے تو وہ خود اللہ کا محبوب بندہ بن جاتا ہے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میری محبت واجب ہوگئی ان لوگوں کے لئے جو میرے لئے آپس میں محبت رکھتے ہیں۔''

یہ چند فوائد ہم نے بطور مثال ذکر کردیئے ہیں' ورنہ اور بے شمار فوائد ہیں اور بے انتہا برکات ہیں جو ان حضرات کی محبت ومجالست سے نصیب ہوتی ہیں۔

بہت سے لوگوں کو شیطان یوں دھوکہ دیتا ہے کہ تم بہت گناہگار ہو' اللہ والوں کے ساتھ بیٹھنے کے قابل نہیں' اور اس طرح وہ علماً اور صلحاً سے دور ہو جاتے ہیں' اور فاسق وفاجر لوگوں کے ساتھ وقت گزارتے ہیں' اس کے نتیجے میں ان کے قلوب پر گناہوں کا زنگ چڑھتا چلا جاتا ہے اور روحانی بیماریاں ان کو گھیر لیتی ہیں' بہت سے تو ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں' لہٰذا تم کتنے ہی بڑے گناہگار کیوں نہ ہو؟ علماً اور صلحاً کی صحبت میں کچھ وقت ضرور گزارا کرو' اور ان سے محبت رکھو' ان سے دعا کی درخواست کرو' اور ہفتے میں ایک بار تو ضرور ان کی مجلس میں جایا کرو' البتہ جاہل اور دنیا پرست لوگوں سے دور رہو' صرف فکر آخرت رکھنے والے اہل علم سے تعلق رکھو' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرمانبردار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین۔

''چلو مرنے چلیں' چلو جینے چلیں''

کرنل نعیم آفریدی

مجھے اپنے دامن کے خالی ہونے کا احساس پہلی مرتبہ بڑی شدت کے ساتھ ۱۹۸۷ء میں ہوا تھا جب میں عمرہ کی ادائیگی کے بعد روضہ رسولؐ پر حاضری دینے گیا تھا' مسجد نبویؐ میں باب النساء سے داخل ہوا تو دل شوق اور آرزو کی تکمیل کی وجہ سے زور زور سے دھڑک رہا تھا لیکن ٹانگیں باعث ندامت اور شرمندگی کانپ رہی تھیں' تب یہ احساس شدت سے ہوا کہ یہ دامن سیرت اور سنت نبویؐ کے ان پھولوں سے خالی ہے' جو خراج عقیدت کے لئے آج پیش کئے جاتے۔

منبر اور روضہ رسولؐ کے درمیان صحن میں' جسے ریاض الجنۃ کہتے ہیں اور جس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ: ''یہ جنت کا ٹکڑا ہے۔'' میں نے مسجد نبویؐ میں حاضری کی دو رکعات تحیۃ المسجد پڑھی اور خدا کے حضور سجدہ شکر ادا کیا کہ مجھے دنیا میں ہی جنت کے فرش پر سجدہ کرنے کا موقع عطا کیا۔ نماز میں ہی مجھے تہی دامنی' ندامت اور جہالت پر رونا آ گیا۔ سلام پھیرنے کے بعد یہ کیفیت ہوئی کہ جسم پسینہ پسینہ تھا' آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور پیشانی عرق آلود تھی' شاید اسی کو علامہ اقبالؒ نے عرق انفعال کہا ہوگا اور شاید اسی کے لئے انہوں نے موتی کی تشبیہ اور شان کریمی کی خوشخبری دی ہوگی۔ لرزتی ٹانگوں اور ڈگمگاتے پیروں کے ساتھ جب میں چمکتی ہوئی جالی کے درمیان والے گول سوراخ کے سامنے آیا تو میری گردن شرم سے جھک گئی اور میرے قدم زمین پر گڑ گئے۔ مجھے یوں محسوس ہوا کہ آپؐ جالی کے پیچھے پردہ کے بنفس نفیس تشریف فرما ہیں اور میں اپنی زخم خوردہ روح اور آلودہ جسم کے ساتھ آپؐ کے سامنے کھڑا ہوں' مجھے خاص طور پر اس حاضری کے لئے پاکستان سے طلب کیا گیا ہے اور میرا دامن خالی ہے'

میری آنکھوں سے ایک طوفان سا بہہ رہا تھا اور میرے منہ سے یہ الفاظ نکل رہے تھے کہ یا رسول اللہ! آپ کا یہ غلام آپ کا امتی ہونے کا دعویدار' اللہ کا یہ حقیر بندہ حاضر ہے' اس کا سلام قبول کیجئے' میرا دامن اپنی کوتاہیوں سے' گناہوں سے اور تقصیروں سے تار تار ہے' آپ کی سیرت کو نہ پڑھ سکا' نہ اس پر عمل کر سکا' آپ کی سنت کو قائم نہ رکھ سکا' آپؐ اپنے گناہگار امتی کو اپنی رحمت سے محروم نہ فرمایئے' میں نے ساری زندگی اپنی ذات پر ظلم کئے اور دنیا کے علم کی گتھیوں میں الجھا رہا' میں ہمیشہ اپنے نفس کا بندہ رہا لیکن آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر اس امید پر آیا ہوں کہ میری معافی ہو جائے' میں آپ کی بخشش کی سفارش سے محروم نہ ہو جاؤں' میری بساط اور میری اوقات بہت کم ہے لیکن میری امید اور توقع بہت زیادہ ہے اور آپ کی شفقت اور رحمت کا تو حد وحساب ہی نہیں ہے کہ یہ تو عالمین پر محیط ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح بلند کیا:

ترجمہ: ''اگر انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب یہ اپنے نفس پر ظلم کر بیٹھتے تھے تو تمہارے پاس آ جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی کی درخواست کرتا تو یقیناً اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔''

میں جب درود وسلام کے بعد باب جبرئیل سے باہر آیا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں ایک کڑے امتحان سے گزر کر آیا ہوں' مجھے محسوس ہوا کہ میری روح ہلکی سی ہوگئی ہے' میرا دل انجانی مسرتوں سے لبریز ہے اور دماغ ان لمحات کی یاد سے منور ہے جو میں نے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں گزارے تھے۔

بنگالی علماء کا کارنامہ' قادیانی ٹی وی پر قادیانیت کی دھجیاں اڑادیں

دونوں نے ایم ٹی اے کو قادیانیت کی بنگالی میں تبلیغ کے لئے بلا معاوضہ پروگرام کا لالچ دیا

لندن میں بیٹھے مرزا طاہر سیخ پا ہو گئے' پوری دنیا کے قادیانیوں کو پریشانی لگ گئی

لندن (سلطان محمود) بریک لین' ایسٹ لندن کے دو بنگلہ دیشی نژاد علماء نے قادیانیوں کے میڈیا کو نہایت ہوشیاری سے استعمال کرتے ہوئے قادیانیت کی دھجیاں اڑادیں۔ دونوں نے قادیانیوں کے نیٹ ورک ٹیلیویژن ایم ٹی اے کو بنگالی زبان میں بلا معاوضہ قادیانیت کی تبلیغ کا لالچ دے کر بے وقوف بنایا اور لیکچر کے لئے آدھ گھنٹے کا وقت حاصل کرلیا اور ٹی وی پر گزشتہ شام لائیو پروگرام میں قادیانیت کے خلاف بھرپور لیکچر دے دیا۔ دونوں نے اسلام اور ختم نبوت کی حقیقی تصویر پیش کرتے ہوئے کہا کہ مرزا غلام احمد جھوٹا ہے۔ وہ اور اس کے ماننے والے کافر ہیں۔ دونوں بنگالی مولوی آدھ گھنٹہ تک مرزائیت کے بخیئے ادھیڑتے رہے' جس پر قادیانیوں کے پیشوا مرزا طاہر ان بنگلہ دیشیوں پر نہایت سیخ پا ہیں اور قانونی مشیروں کو ان کے خلاف منصوبہ بندی کے الزام میں دعوے دائر کرنے کے لئے کہا ہے۔ ادھر لندن کی پوری بنگلہ دیشی برادری اپنے ''مجاہدوں'' پر خوش ہے جبکہ پوری دنیا کے قادیانیوں کو ہزیمت کا سامنا اٹھانا پڑا ہے۔ واضح رہے کہ مذکورہ نیٹ ورک پر مرزا طاہر پوری دنیا کے قادیانیوں کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال دلاتا ہے خصوصاً ۱۱/ستمبر کے بعد سے جہاد کے خلاف مسلسل بھاشن دے رہا ہے۔

(روزنامہ ''نوائے وقت'' کراچی ۷/مارچ ۲۰۰۲ء)

مبلغین ختم نبوت کا کنڑی کے گردونواح کا تبلیغی دورہ

کنڑی (نمائندہ خصوصی) کنڑی کے گردونواح میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی ارتدادی سرگرمیوں اور مسلمانوں کو قادیانیوں کی شرانگیزیوں سے آگاہ کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے اس علاقہ کا تبلیغی دورہ کیا۔ دورہ کے دوران انہوں نے نسیم آباد' ناصر آباد' گوٹھ غلام رسول' گوٹھ عبداللہ ٹنگکوری' گوٹھ منور علی' گوٹھ انور علی' گوٹھ سار کلز' گوٹھ حاجی عبدالرحیم پلی نامی گاؤں کی مساجد میں علماء کرام اور عوام الناس سے ملاقاتیں کیں جن میں مولانا عبدالشکور سیمجو' صوفی محمد اسلم' مولانا علی گل سیمجو' قادر بخش' ممتاز احمد' حاجی عبدالرحیم پلی شامل تھے۔ اس موقع پر علاقے میں جماعتی لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔

گوٹھ عبداللہ ٹنگکوری' گوٹھ غلام رسول اور گوٹھ حاجی عبدالرحیم پلی کی مساجد میں خطاب کرتے ہوئے علماء کرام نے کہا کہ اللہ جل شانہ نے نسل انسانی کی ہدایت کے لئے نبوت ورسالت کا جو سلسلہ جاری فرمایا اس کی ابتداء سیدنا آدم علیہ السلام سے فرمائی اور اس کی تکمیل واختتام سید ولد آدم سرکار دو عالم رحمت دو عالم تاجدار ختم نبوت سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کے بعد ہر مدعی نبوت کافر' دجال' مرتد اور واجب القتل ہے۔

علماء نے کہا کہ قادیانی فتنہ' بدترین فتنہ ہے' جس کا آغاز مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے دجل وفریب کا خطرناک جال بچھا کر کیا' اس نے مبلغ اسلام ہونے کا مدعی بن کر اسلام کے ہرے بھرے درخت کی جڑیں کاٹنے کی کوشش کی اور ایک گہری سازش کے تحت ملت اسلامیہ کے وجود کو منتشر اور اس کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی' اس بہروپیئے نے کئی پینترے بدلے اور مختلف اوقات میں اپنے آپ کو مجدد' ملہم' مہدی' مثیل مسیح' عیسیٰ بن مریم' ظلی نبی' بروزی نبی' غیر تشریعی نبی اور مستقل صاحب شریعت نبی کہنے کے بعد بالآخر عیاری ومکاری سے یہ دعویٰ کیا کہ وہ محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں آئے ہیں۔

مولانا محمد اختر نے کہا کہ قادیانی دعوت کے بہانے مسلمانوں اور کولی' بھیل' میگھواڑ' کھتری وغیرہ ہندوؤں کو رقم دے کر دیگیں پکواتے ہیں' جب مسلمان اور ہندو دعوت میں جمع ہوجاتے ہیں تو اس بہانے قادیانی خود کو مسلمان ظاہر کرکے ان افراد کو اپنے جھوٹے اور باطل مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں اور اس موقع پر موجود افراد کی قادیانی مووی فلم بنالیتے ہیں اور اپنے مرکز چناب نگر' لندن' بھیج کر وہ یہ تاثر دیتے ہیں کہ اتنے افراد انہوں نے اپنی جماعت میں نئے داخل کرلئے۔

مولانا عبدالستار خطیب مسجد بخاری' مولانا عبدالغفور قاضی وخطیب مکہ مسجد' مولانا ضیاء الرحمن فاروقی خطیب مدینہ مسجد' مولانا محمد اختر' مولانا خان محمد' میاں عبدالواحد اور عبدالرشید نے اس موقع پر کہا کہ قادیانی گروہ ملک میں بدامنی اور انتشار کا خواہاں ہے' ملک میں داخلی وخارجی انتشار قادیانیوں کی مذموم سازشوں کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے' مساجد کی طرز پر تعمیر کی گئی ان کی عبادت گاہوں میں تبدیلی لاکر مساجد سے ان کی شکل الگ بنائی جائے' جو نئی قادیانی عبادت گاہیں مساجد کی طرز پر تعمیر ہورہی ہیں ان کی تعمیر مسجد کی طرز پر روکی جائے اور قادیانی عبادت گاہوں پر جو کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے اس کو اتروا کر محفوظ کرایا جائے۔

محمد رحمت اللہ

اطاعت رسول

حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیثؒ کے ملفوظات جو آپ نے اتباع و اطاعت رسولؐ کے موضوع پر بیان فرمائے افادۂ قارئین کے لئے شائع کئے جا رہے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذؓ سے فرمایا: "جو لوگ تقویٰ اختیار کریں وہ میرے دوست ہیں، خلیل ہیں، قریب ہیں، جو ہوں، جہاں ہوں، دور ہوں، نزدیک ہوں۔" صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر سب سے بڑا کمال یہ تھا کہ وہ اپنی زندگیوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مطابق بنانا چاہتے تھے۔ چاہے عبادات ہوں، چاہے معاملات، وغیرہ ہوں، کسی نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دن بھر کیا کام کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا کہ صبح اٹھو اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آ جاؤ اور ان کو دیکھو جس طرح وہ کھاتے، پیتے، وضو کرتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، ارکان، رکوع، سجود وغیرہ، بات کلام، سلام، سلام کا جواب یہی آپؐ کا طریقہ تھا۔ گویا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنے آپ کو پورے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور اطاعت میں ڈھال لیا تھا جو کام، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ کام اسی طریقہ پر آپؓ فرماتے تھے چلنا پھرنا بھی اسی طرح سے ہوتا تھا، کھانا پینا غرض ہر کام اسی طرح کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہاں تک حال تھا کہ ایک صحابی ایک شخص کو باغ میں لے گئے وہاں اس وقت پت جھڑ کا موسم تھا ایک شاخ کو پکڑ کر اس کو ہلایا جتنے اس پر پتے تھے وہ سب جھڑ گئے انہوں نے فرمایا تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا بتایئے ایسا کیوں کیا؟ صحابی نے بتلایا کہ اس طرح سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے لے کر گئے تھے اور اسی طرح سے شاخ کو پکڑ کر جھٹکا دیا تھا اور پتے جھڑ گئے تھے اور مجھ سے فرمایا تھا کہ تم پوچھتے کیوں نہیں میں نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے پوچھا کہ حضرت بتلایئے تو فرمایا کہ مسلمان بندہ جب نماز پڑھتا ہے تو اس طرح سے گناہ جھڑ جاتے ہیں، جس طرح سے یہ پتے جھڑ گئے اس شاخ سے اس بات کی ترتیب کو بتانے کے لئے جو طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا وہی طریقہ صحابی نے بھی اس کو بتانے کے لئے اختیار کیا۔ یہاں تک کہ اتباع کا یہ عالم تھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مکہ کے راستے میں اونٹ سے اتر کر ایک درخت کے نیچے کچھ دیر آرام کیا، کسی نے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا؟ تو فرمایا کہ میں نے دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی جگہ پر اس طرح سے اتر کر آرام کیا تھا، حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت کے بیان کے لئے نہیں کیا تھا بلکہ ضرورت کی بنا پر کیا تھا اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اترے تھے لیکن جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس کام کو اسی طریقہ پر کیا۔ ایک مقام پر چلتے چلتے آپ اونٹ سے اترے اونٹ کو بٹھایا اور جس طرح سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے بیٹھتا ہے ایسے بیٹھ گئے اور اس کے بعد پھر اٹھ گئے، پوچھنے پر بتلایا کہ اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پہنچ کر قضائے حاجت کی تھی۔ غرض اسی طریقہ کو اختیار کیا، پیشاب تو نہیں کیا، لیکن جو طریقہ یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا اسی کو اختیار کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہیں سفر میں جانے کے لئے اونٹ پر سوار ہو گئے اور سوار ہو کر کلمات پڑھے سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الہ الا اللہ، اللہ اکبر اور اونٹ پر چھڑی ماری اور ہنسے پھر دعا پڑھی اور چل دیئے پوچھنے پر بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح اونٹ پر سوار ہوئے تھے، اس طرح دعا پڑھی تھی، چھڑی ماری تھی، ہنسے تھے۔ اس لئے وہی طریقہ اختیار کیا لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو اختیار کرنا چاہئے۔ اس طریقہ کو اختیار کریں گے تو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مقبول ہوتے چلے جائیں گے۔ اس سے انشاء اللہ خواب میں زیارت بھی نصیب ہوگی اور وہاں حاضری کی سعادت بھی نصیب ہوگی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں، جہاں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھا جاتا ہے، فرشتے جا کر ان تک پہنچا دیتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: جو شخص میرے روضہ کے پاس مجھ پر سلام پڑھتا ہے میں اس کو براہ راست سنتا ہوں اور جو شخص دور سے پڑھتا ہے وہ میرے پاس پہنچایا جاتا ہے۔ غرض جو زیادہ قرب ہوتا ہے وہ اتباع سے حاصل ہوتا ہے، اطاعت سے حاصل ہوتا ہے۔

ایک جہاد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہماری حفاظت کون کرے گا؟ ہمارا پہرا کون دے گا؟ ایک صحابی اٹھے، ان سے نام پوچھا، انہوں نے بتایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ، پھر دوبارہ فرمایا: ہماری حفاظت کون کرے گا؟ ایک صحابی اٹھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام دریافت کیا، انہوں نے بتایا، پھر فرمایا بیٹھ جاؤ، وہ بیٹھ گئے۔ تیسری مرتبہ پھر فرمایا: تیسرا آدمی اٹھا اس کو بھی (نام دریافت کرنے کے بعد) کہا بیٹھ جاؤ، پھر فرمایا تینوں آدمی آ جاؤ، ایک صاحب آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے دونوں ساتھی کہاں ہیں؟ عرض کیا کہ میں ہی ہوں، پہلی مرتبہ اپنا نام بتایا، دوسری مرتبہ بتایا تھا فلاں کا بیٹا ہوں، تیسری مرتبہ بتایا تھا فلاں کا باپ ہوں۔ ابوفلاں، ابن فلاں اور ایک مرتبہ اپنا نام گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا اتنا جذبہ تھا کہ ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ کسی طرح سے میں اس سعادت کو حاصل کروں، حالانکہ وہ موقع ایسا تھا کہ جان خطرے میں تھی، لیکن کوشش یہ تھی کہ کوئی اور نام مجھ سے پہلے نہ آئے، سب سے پہلے میں اٹھوں۔

(بشکریہ ماہنامہ "النور" کشمیر)

REGD. NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسولِ آخرینؐ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

احمد اللہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے
اشتہارات دیجئے
مالی امداد فراہم کیجئے

اِنشاءَ اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے